بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

صد شکر و سپاس خداوند لایزال که اکنون بتوفیق و عنایات ربانی

دیوان شہیدی

از افاضات جناب مولوی کرامت علی خان صاحب المتخلص به شہیدی

مطبع نامی منشی نولکشور لکھنؤ مین بہ طبع زرین مطبوع ہوا

(باہتمام بابو منوہر لال بھارگو سپرنٹنڈنٹ)

اطلاع - اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہی جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہی جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حال کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہی اس کتاب کے ٹئٹل پیج کے تین صفحہ جو سادہ ہین اُنمین بعض کتب کلیات و دواوین اُردو وغیرہ درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہی اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

نام کتاب	قیمت
کتب کلیات و دواوین اُردو	
کلیات ظفر - از حضرت سراج الدین ظفر بادشاہ ہر چہار جلد کامل دو جلد مین -	[illegible]
انتخاب کلیات ظفر -	۶ر
کلیات مومن - از استاد سخن مومن خان دہلوی	۹ر۳ر
دیوان ناسخ - از اُستاد شیخ امام بخش ناسخ لکھنوی	۱۲ر۶ر
کلیات آتش - از استاد خواجہ حیدر علی آتش لکھنوی	۸ر
ذو لسانین مجمع البحرین - فارسی و اُردو	
قصائد کا کلیات از تدبیر الدولہ منشی سید مظفر علی اسیر مرحوم لکھنوی اُستاد مشہور جدید الطبع -	عہ
کلیات نغمہ مجید - از مولوی عبد المجید خان	عہ
کلیات امیر اللہ تسلیم شاگرد حضرت نسیم دہلوی	۱۲ر
کلیات میر تقی - اُستاد مسلم الثبوت سخنوری -	عہ
کلیات سودا - اُستاد مسلم معروف -	عہ
کلیات - انشاء اللہ خان شاعر نامی -	عہ
کلیات صنعت - عجیب صنعت -	۹ر۹ر
دیوان مہر - مصنفہ مرزا حاتم علی بیگ	

نام کتاب	قیمت
صاحب مہر مطبوعہ غیر -	[illegible]
دیوان شاہ تراب - کلام مشہور عارف باللہ کاکوروی -	۱۱
کلیات نظیر اکبر آبادی -	۲
زندگانی بےنظیر یعنی سوانح عمری میان نظیر جس مین نظیر اکبر آبادی کے حالات و خیالات سے انگریزی اصول تذکرہ نویسی پر تفصیلاً بحث کی گئی ہی مؤلفہ جناب مولوی سید محمد عبد الغفور صاحب شہباز پروفیسر اورنگ آباد کالج -	[illegible]
کلیات واسطی - از سید فضل رسول خان صاحب تعلقدار سندیلہ -	
دیوان وقار مصنفہ راجہ کشن کمار صاحب متخلص بہ وقار رئیس مشہور بلاری ضلع مرادآباد	
بہارستان اشعار مصنفہ راے کشن کمار صاحب متخلص بہ وقار -	
کلیات نظیر اکبر آبادی مصنفہ و مرتبہ منشی عبد الغفور صاحب شہباز -	

بعون صناع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

صد شکر و سپاس خداوند لایزال کہ اندنون بتوفیق و عنایات ربانی

دیوان شہیدی

از افاضات جناب مولوی کرامت علی خان صاحب المتخلص بہ شہیدی

مطبع نامی منشی نولکشور لکھنؤ مین بہ طبع مزین مطبوع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الالف

حسن سخن ہو وصف جمال اُس جمیل کا
گلگونہ جسکا اسم ہو سرخ قال دقیل کا

اُس خور کے دائرہ مین عیان نقطۂ سپہر
روے عزیز مصر مین ہے خال نیل کا

سُرمہ بنائے گر نہ ترا عشوہ طور کو
مفتون نہو کوئی کسی چشم کحیل کا

گر منجنون مین تو نہو مرجان کا نکلے ہار
گردن پہ اُنکی خون نہو تیرے قتیل کا

تصویر ایک آئینہ انواع مختلف
کس وجہ مین نہ محو رہون ہر شکیل کا

کل واجب الوجود تو جز ممکن الوجود
مفہوم متحد ہے عدیم و عدیل کا

نقطے کے انبساط سے ہو خط و سطح و جسم
مبداء وہ ہے عمیق و عریض و طویل کا

رقم پیدا کیا کیا طرفہ بسم اللہ کی مد کا
طلوع روشنی جیسے نشان ہو شہ کی آمد کا
دبستان ازل مین وہ معلم عقل کل کا تھا
چمن پیرا کن فرا تن جسکی بزم رنگین مین
عجم مین زلزلہ نوشیروان کے قصر مین آیا
شرف حاصل ہوا آدم اور ابراہیم کو اُس سے
شب و روز اُسکے صاحبزادونکا گہوارہ جنبان تھا
وہ اس عالم مین رونق بخش تھا جو سعد کی تسکین کو
شب معراج چڑھکر عرش پر دم مین اُتر آیا
روان تسنیم و کوثر ایک قطرہ آب سے جسکے
کشاد عقدۂ باطن مین کافی نام خوش اسکو
وفات ظاہری سے جوہر جان مین نہ فرق آیا
نہ کم قدر اُسکے شیرازہ بکھر جانے سے ارکان کی
گرا فعی بنکے جا نکلے اُدھر ابلیس اندھا ہو
اُدھر اللہ سے واصل اِدھر مخلوق سے شامل

وله

سر دیوان لکھا ہی مین نے مطلع نعت احمد کا
ظہور حق کی حجت ہی جہان مین نور احمد کا
نہ تھا نام و نشان جن روز دن اُس لوح زبرجد کا
بہار آفرینش ایک بوٹہ اُسکی مسند کا
عرب مین شور اُٹھا جس وقت اُسکی آمد آمد کا
نہ تنہا فخر عالم فخر تھا اپنے اب و جد کا
عجب ڈھب یا دتھا روح الامین کو بھی خوشامد کا
گیا جنت مین طوبی بنکے سایہ اُس سہی قد کا
بیان اُس قلزم معنی کی ہو کیا جزر اور مد کا
کرون کیا وصف اُس دُر یتیم بحر سرمد کا
کھلا کرتا ہی بن کنجی ہمیشہ قفل ابجد کا
وہ جسم پاک گو محسود تھا روح مجرد کا
نہ افزون رتبہ قرآن مجزا سے مجلد کا
ملا ہی قصر اخضر روح کو اُسکی زبرجد کا
خواص اس نسخ کبری مین ہی حرف مشدد کا

۳

ولہ

ید قدرت لقب ہی میرے کلک گوہر افشان کا — بیاض صنع لک سادہ ورق ہی میرے دیوان کا

مری باد نفس سے گر ہو تیران پردۂ غفلت — بہتر فرقہ کے پیش نظر ہو نور عرفان کا

بہار حسن ہریالی مرے صحن سرا کی ہی — ریاض قدس گلدستہ ہی میرے طاق ایوان کا

سحاب ملک جان ہوکر مین برسون کشت گردون پر — روان ہو جوے خشک کہکشان مین چشمہ حیوان کا

دلون مین شاعرونکے گوہر معنی نہ پیدا ہون — نہ ٹپکے گر صدف مین اُنکی قطرہ میرے نیسان کا

نیابت اپنی بخشی مبدء فیاض نے مجکو — زمین تا آسمان ممنون ہی میرے بذل و احسان کا

نہین پیدا ہوا مین ابن باد و خاک و آب آتش سے — کہ مرکز چار سے عالم ہی باہر میرے ارکان کا

جب اپنا عظم شان مین دیکھتا ہون تب خیر آتی ہی — جہان کیونکر بنا ہی آئینہ تصویر انسان کا

مرے زیر قدم ہی تخت شاہی جس ولایت مین — وہان کے دام و دد کو عار ہی منصب سلیمان کا

بشر کے قالب خاکی مین گر مین جلوہ فرما ہون — تماشا دیکھنا منظور ہی نیرنگ امکان کا

رہا مین دہر مین اندیشۂ آشوب سے ایمن — گہر کو کیا خطر ہے لطمۂ گرداب عمّان کا

فراغ صد ابد ہی نیم لحظہ میری آسائش — طلسم کون نمونہ ہی مرے خواب پریشان کا

رہیگا روز رستاخیز تک گوے فلک گردن — حریف اک لحظہ تھا صبح نخستین میرے چوگان کا

مری خاک قدم سے تیغ خسرو استعانت لے — مری نعلین کو دے نعلبندی تاج سلطان کا

جسے کہتے ہین سب فردوس پائین باغ ہی میرا — مجھے ہی مفت گھر بیٹھے نظارہ حور و غلمان کا

دیوان شہیدی

نہ یک لحظہ مے گلرنگ پی کر مین نے مستی کی
نہ مین نے اک نظر دیکھی کبھی سیر گل و سوسن
ولیکن مجکو لطف عام سے امید واثق ہے
سوا اسکے نہین اب زندگی مین کچھ ہوس باقی
تصور آپکی صورت کا وقت نزع ہو مجکو
نگاہ پاک کو جسوقت پہونچے حکم قربانی
صفا یہ جان بر لب آمدہ کو میری حاصل ہو
ادھر دار فنا مین روح کو تن سے جدائی ہو

نہ یک لمحہ رہا نظارگی مین روے خوبان کا
نہ یک ساعت تماشائی ہوا مین برق و باران کا
کروگے جبر دم مین تم مرے صد سالہ نقصان کا
رہون ثابت قدم سر منزل تصدیق ایقان کا
مرا ماتم سرا مشرق بنے مہر درخشان کا
جمال خاص ہی قبلہ ہو قبلہ چشم حیران کا
دم آخر بھی آئینہ ہو روکش صبح خندان کا
ادھر ملک بقا مین جا کے مین واصل ہون جانان کا

۵	شہیدی مصطفےٰ کا لاڈلا حیدر کا پیارا ہون مجھے کیا خوف ہے بردہ ہون مین شاہِ شہیدان کا	۱۵

شوق وصال سینہ مین آزار بن گیا
میرے خرابے کی ہوئی تعمیر غیب سے
ٹپکے یہ چشم سے دم املا گل سرشک
مین کیا ہون صحبتِ بد رندان مین بیٹھکر
سمجھا گناہ کو جو گنہ اپنی شرع مین

مین خواہش طبیب مین بیمار بن گیا
سیل آکے چار سمت سے دیوار بن گیا
غمنامہ قطعۂ خطِ گلزار بن گیا
وو دن مین شیخ صومعہ میخوار بن گیا
اسیرِ عذاب ہے کہ گنہگار بن گیا

ہی دل کے اُنس کا بھی تماشا معاملہ | وہ بزم غیر مین گئے مین منفعل ہوا

۷ خلوت میں کوئی لحظہ ٹھہرتا وہ ستمگر
بیصبریون سے آپ شہیدی خجل ہوا ۱۰

ولہ

رنج وغم مین نے اُٹھایا سو اُٹھایا تھا | کسی عاشق کو نہ کھنا تو خدایا تھا
اسے کہتے ہین اطاعت کہ گیا مین بیخود | یار نے جب مجھے خلوت مین بلایا تھا
خضر کا قافلۂ ہوش جہان پر ہوا گم | مجھے وحشت نے وہان راتون پھرایا تھا
کہ زبان سے کرون ای تنگدلی نہ اگر | غیر کو جا نہ ملی یار سمایا تھا
معرفت غیر کے قاصد کو ملا تھا وہ پیام | کہ مجھے وحی کے مانند سنایا تھا
وصل کی رات بھی کمبخت حیا ساتھ رہی | حسب خواہش وہ مرے پاس کب آیا تھا
اس فریبی نے شب اقرار غلط فرما کر | اپنے در پر مجھے تا صبح بٹھایا تھا
درگذر غم نہ کرے دشمن جان میرا تھا | تیرے ہجران مین بھی اُس نے مجھے پایا تھا
کر لگائے تو نے اُسکے ورق محفل سے | حرف بیجا کی طرح مجکو اُٹھایا تھا

۸ گھر کو گور آپ کو مردہ مین شہیدی سمجھا
یار بن بخت نے جس رات سلایا تھا ۱۵

ولہ

ہزار مرتبہ دیکھا ستم جدائی کا | ہنوز حوصلہ باقی ہے آشنائی کا

دیوان شہیدی

7

پاس آ بیٹھ نہ مطرب کہ ہوئی حاضر چنگ
دیکھکر مجکو پھڑک جائے نہ صیاد کا دم
عشوہ فرما کے دعا دل سے نکلوائی بزور
اب اٹھن گر مین کرون تیرے تغافل کا گلہ
نیچی نظرین کئے کس سوچ مین ہے عاشق زار

ساقی اُٹھ تو مرے پہلو سے کہ وہ جام آیا
چھپے کرتا ہوا خود مین نہ دام آیا
لب خاموش پہ جب شکوہ دشنام آیا
بات کیا صبح کا بھولا ہوا اگر شام آیا
آنکھ اُٹھا دیکھ تو یہ کون لب بام آیا

10 — بندہ قائل ہے شہیدی تری بیتابی کا
آگیا بر مین دلارام جب آرام آیا — 9

ست کو کیا فکر ہے گر پیرہن ٹکڑے ہوا
معرکہ مین عاشقی کے فتح اُسکے نام ہے
مرگیا تو ایک تیشہ مین نتھی یہ شرط عشق
دیر مین جسدن گیا وہ فتنہ خوی و جنگجو
تیرے آنے سے گلستان مین رہی بزم سماع
خندہ کرنے مین جو صبح اُس گل کے لب وا ہو گئے
میرے ماتم مین کیا کیا چاک اُس نے پیرہن
تیرے وحشی نے تڑائے سلسلے جس رات کو

ولہ

روح ہے قائل سلامت گو بدن ٹکڑے ہوا
خنجر بیداد سے جو خستہ تن ٹکڑے ہوا
کوہ کس مردانگی سے کوہکن ٹکڑے ہوا
دیکھنا پڑ رسے اُڑا بت برہمن ٹکڑے ہوا
بلبلون کے حلق گل کا پیرہن ٹکڑے ہوا
غنچہ کی چھاتی پھٹی لعل عدن ٹکڑے ہوا
قبر مین کیون خود بخود میرا کفن ٹکڑے ہوا
کہتے ہین اس رات لوہا لاکھ من ٹکڑے ہوا

سنگ گر سینہ مین اُسکے عوض دل ہوتا | وله | کار عشاق نہ اس مرتبہ مشکل ہوتا

شاد ہو ہو کے جلاتا نہ مجھے یون ہر دم | گر وہ بیرحم مرے حال سے غافل ہوتا

گھر سے جب سیر کو صحرا کی نکلتی لیلی | نجد کے رخ پہ اُٹھا پردۂ محمل ہوتا

بیٹھ جاتا لب فرش آکے اگر ایک گدا | اسمین نقصان ترا کیا صاحب محفل ہوتا

دل مین ارمان ہی رہا سیر چمن کا اس رنگ | ق | کہ مرے ساتھ وہ زیبندہ شمائل ہوتا

اُسکی بدھی کے لیے پھول مین خیتا پھرتا | ہاتھ اس کا مری گردن مین حمائل ہوتا

۱۳ عام ہین اُسکے تو الطاف شہیدی سب پر
تجھسے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا ۱۴

مذہب نقش آخر سے ہوا یان صفحۂ اول کا | وله | جلائے عشق سے ہی آج میرا آئینہ کل کا

دو عالم مین نہین ممکن ترا ثانی کسی صورت | مرض زائل کرے تیرا تماشا چشم احول کا

تپش پر بلبلون کی رشک ہے لوٹن کبوتر کو | ہوا کس طفل خو کو عزم بازی گاہ مقتل کا

سواری اُس مہ شب گرد کی بادِ بہاری ہے | کھلا ہر کوچہ مین طرفہ چمن گلہائے مشعل کا

جسے قاتل نے دیکھا اک نظر دم مین کیا بسمل | مگر تلوار کا ڈورا ہی ڈورا اُسکے کاجل کا

ہو تنکے آستان پر ہے نہ برسوں جبہ سائی کی | ہماری خاک کو ہے دیر مین اعزاز صندل کا

عجب کیا گریہ سے دھو جائے پتلی چشم عاشق کی | برسنے سے سفید البتہ ہوگا رنگ بادل کا

ولہ

محبت قطع کی تمنے وہ کوسون اٹھ گیا ہم سے
دل اپنا رشتۂ الفت کا تھا ای گلفشان باندھا

ابھی جوہر کرینگا اپنا ورنہ سچ بتا مجکو
تری تیغ نگہ نے مشورہ کیا یہ جیان باندھا

غریق بحر ہشیاری کو ہر دم فکر ساماں ہو
کبھی یان کشتی مے پر نہ ہم نے بادبان باندھا

عداوت نیم جان مجنون سے کیا ہے تجکو ای ظالم
مغیلان بن جو خالی ناقہ لاکر سایبان باندھا

کیا ہجران کی شب مین کوہ غم نے مجکو چور ایسا
کہ جراحون نے صبح آکر مرا ہر استخوان باندھا

بنا تھا پنجۂ جراح رشک پنجۂ مرجان
ترے زخمی کا جسم آشتہ تم خونچکان باندھا

مرا ہر مصرعہ دیوان ہے اک شاخ شکر گویا
لب شیرین کا مضمون مین نے تو شیرین بیان باندھا

زمان نزع دیکھا اک نظر جور بہشتی کو
یہ بہتان اپنے عاشق پر عبث ای بدگمان باندھا

کوئی ای حاملان عرش تمسے داد لیتا ہون
ستون اک آہ کا نالو نے سقف لامکان باندھا

شہید اس قدر دانی کا ہون بعد مرگ کے عاشق
لحد پر نخل ماتم یار نے بہر نشان باندھا

مجھے اک عمر سے تھا دو تیونکے سیر کا ارمان
شب فرقت مین تو نے دیدہ کو گوہر فشان باندھا

رسائی ایک بیر بام تک اسکو نہین ظالم
کمند آہ مین سو بار مین نے آسمان باندھا

وہ گنج ذات کیا کچھ ہوگا یارب مین تو حیران ہون
حفاظت کے لیے جسپر طلسم دو جہان باندھا

شہید کثرت عصیان سے مجکو خوف آتا ہے
سفر ہے دور کا اور دوش پر بار گران باندھا

ولہ ۱۶

ولہ ۱۷

۹

مرگ عاشق پر جو برہم ہو دو عالم کا ورق
وصل مین دشوار نکلیگا ہمارے دل سے غم
کیا لکھے دیکھے ستمگر معنی لفظ وفا
سامنے آنکھو نکے لہراتا ہے میرا درد دل
دم بدم آتا ہے اخبار دروغ و راست سب
کس شکار افگن کی آتی ہے سواری دشت مین
رو بروسے حق نہ اخفاے محبت ہو سکا

حیف ہے ای جان تجھے ملنا کف افسوس کا
چھوٹنا آسان نہین ہے خانۂ فانوس کا
پھاڑ ڈالا کیون خفا ہو کر دامن فانوس کا
کیون تجھے باور ہے سنکر ہے محسوس کا
بدگمانی نام ہے عشاق کے جاسوس کا
منتظر ایک ایک وحشی ہے صدا کوس کا
صبح عشرت سے نگر پردہ مرے ناموس کا

١٧
سبز کرتا ہون نگین دل شہیدی زہر سے
کندہ اس پر مین کرونگا نام شاہ طوس کا

جان اب تم سے ہو کیا بھید چھپانا دل کا
نئی باتین نئی گھاتین نئی چاہت نیا پیار
لاکھ ڈھونڈھا کرے حشمت کوئی ملتا ہے سراغ
ہاے رے اگلے ستمگار کا سن سن کے گلہ
اُنکی برداشت نے یا تنگ تو کیا نازک طبع
تھوڑے سے حلقون مین ہے زلف کے عارض کو پناہ

ولہ
آپ سے مجکو مبارک ہو لگانا دل کا
کیا قیامت ہے نئے شخص پہ آنا دل کا
اُنکی مٹھی مین ہے ان روزون ٹھکانا دل کا
اُنکا بھرنا دم سرد اور وہ دکھانا دل کا
سخت دشوار ہے اب مجکو اٹھانا دل کا
انھین منظور ہے پھندون مین پھنسانا دل کا

ڈرا جو گلستان میں آنے سے تیرے پری رنگ گل ہو گا ظاہر نہو گا

۲۰	ملا وصف کرنے کو معشوق تجھ سا ہوا ہی شہیدی سا شاعر نہو گا	۷

صاف آزردہ ہو تم سینہ مرا بجان کس کا
دل ہی دلدار ہی جب دل نہین کیا دلدار
بندہ ہونے سے مرے عار ہی گر صاحب کو
بیوفائی کا گلہ آپ سے کم فہمی ہے
رشک نے زہر بنایا ہے مرا آب حیات
سست مذہب ہوں لیکن نکردن پاس قسم

ولہ

رخ سے پیدا ہی غضب کعبہ پنہان کس کا
جان سے جاتا ہی چلی جان تو جانان کس کا
بندگی لیجیے مین تابع فرمان کس کا
صرفہ جب دل شکنی پر نہین پیمان کس کا
مرگ ہی وصل کی شادی غم ہجران کس کا
سخت کافر سے سروکار ہی ایمان کس کا

۲۱	اب شہیدی سے تو ہی ضبط جنون بس دشوار دامن یار ہی چھوٹا تو گریبان کس کا	۲۶

اور بھی دیتا جو حق سے کر کے منت مانگتا
میری محتاجی دلیل فرط استغنا سمجھ
زندگانی سے بجان ایسا ہوں گر ہوتا شہید
منھ کے بدلے می پرستی کو سوں میخانہ کے گرد

ولہ

پھر فزوں قسمت کیا مین اہل تقدیر مانگتا
کیا نہ ملتی مجھ کو گر مالک سے دولت مانگتا
اپنے قاتل کی دعا وقت شہادت مانگتا
گر مرا ساقی دعا ے ابر رحمت مانگتا

فصل گل کا اس قدر عرصہ نہ تھا صیاد سے
اک نظارہ کی جو زیر دام فرصت مانگتا

تیشۂ آخر سے جنت مین ان ہوای نظر	تھا سر فرہاد سنگ راہ جوے شیر کا

۲۶ — موج خیز غم مین قصر دل کی ڈالی ہی بنا / یہ نہ ٹھہریگا شہیدی فائدہ تعمیر کا — ۱۷

ولہ

ای پری حیران ہون تیرے خندۂ تقریر کا	اک طلسم نو ہی کھلنا غنچہ تصویر کا
ضبط گر مانع نہو ذکر بتون کے درد مین	سو خلل ہر شب کرے نالہ مری زنجیر کا
عاشقون کی آہ سے اُس مہروش کو غم نہین	جانتا ہی موم سے پیکان ہی اُنکے تیر کا
اشک خون رکھتے ہین گلگون تیرے چہرے کو مدام	شکر شرمندہ نہین مین رنگ کی تغییر کا
وصل بیداری ہی اُسکا خواب مین کرکے خیال	منتظر رہتا ہون نادانی سے مین تعبیر کا
عاشق حیران کو تیرے ای نگار سادہ رو	شبہہ ہر سادہ ورق پر ہو تری تصویر کا
مین نہین مجنون کہ صحبت آہوون سے ہو پیار	شیر بھاگے گر سُنے نالہ مری زنجیر کا
سو گنہ سرزد ہون مجھسے وان نہین ہر گز نہین	عہدہ سونپا ہی تغافل کو مری تعزیر کا
اُسکے ابرو پر ہمیشہ چین نظر آتی رہی	بل نکل سکتا نہین ہی ہمسے اس شمشیر کا
اس بھبوکے کا گُل نظارہ مین چلتا رہا	شب لیا مدّ نظر سے کام آتشگیر کا
اہل صورت کو ضرر ہی می سے اسمین شک نہین	آب سے پژمردہ ہوتا ہی چمن تصویر کا
بزم دنیا مین حسین سے تیرہ باطن کو ہو نفع	یان زبان شمع کا قاتل دہن گلگیر کا

تمہارو زمرا تجھسے بھی تاریک بادہ	مین تیرا گلہ ای شب یجور کردن کیا
سولی نے ہمین محنت زندان سے چھڑایا	مین اب کہوا ای حضرت منصور کردن کیا

۲۸

ہر لحظہ رکھون ہاتھ مین دل اُنکا ولیکن
ہین خو سے شہیدی کی ہون مجبور کردن کیا

۱۷

	ولہ	
مرا سینہ ہوا شہر اسمین دل خونباش ہے گویا		ہے معشوق بن رہتا نہین عیاش ہے گویا
نہین وہ ہمتین محتاج پوشاک مکلف کا		بدن مین خود ہے نکلی ایسی ہے تراش ہے گویا
نہ سر کا سامنے سے ایکدم ایام ہجر ائین		غم دلدار خدمتگار حاضر باش ہے گویا
چھوا جس شخص نے مدہوش ہوکر خاک کو لوٹا		ترا آنچل ای پری افسونگری کا ماش ہے گویا
بچھاہی عید کے دن فرش رنگین اطلس خون سے		شکم میری قربانگاہ کا فراش ہے گویا
ملا پیتان جنت سے تجھے شیر ای قد جانان		اسی سے نخل طوبی تیرا گلتاش ہے گویا
کبھی دیکھا نہ تیرے بے زبانگو گفتگو کرتے		شرارہ آہ سے منہ مین مرے خشخاش ہے گویا
شب تاریک عاشق مین ترے رخ کی تجلی سے		بہ رونق تھی رخ پر خاک کے بشاش ہے گویا
سُلا کر قبر مین کھولا کفن تیرے ملاکش کا		صباح حشر کا سو جلسہ پردہ فاش ہے گویا
ترا سیب ذقن ہے نوبر باغ حسن کا میوہ		مہ نو قاب گردون پر اسی کی قاش ہے گویا
دیا عشق بازی مین گلون کی مہر و دولت مین		نہین یہ سکہ جسکے ہاتھ مین قلاش ہے گویا

۲۹

ولہ

۱۱

۱۵

۲۰ — ۵

ولہ

ہو چلا خنجر بیداد کا بسمل ٹھنڈا | ہے ہوا اب تو کلیجہ ترا قاتل ٹھنڈا
تھم رہو دشت میں مجنوں تو بتنگ پانوں | جس کے پردے سے ہو لیلی ترا محمل ٹھنڈا
یاد یاران وطن میں نفس سرد سے ہیچ | دشت غربت کیا میں نے کئی منزل ٹھنڈا
جام بھر بھر کے لگا دینے لگے اب بھی شربت | اس قدر بھی تو نہ ہو ساقی محفل ٹھنڈا
اُدھ چلے ہیں شہید عشق کیوں اسی گرم کہ | سبز چوٹی کو تو کر حور شمائل ٹھنڈا
تشنۂ وصل پہ پڑتی رہی کیا دو دم دو | نیل مقصود کا نزدیک ہے ساحل ٹھنڈا
اپنا پیری میں ہوا داغ جنوں روشن تر | شمع کو وقت سحر کرتے ہیں عاقل ٹھنڈا

۲۱ — سینہ پر مہندی بھرے ہاتھوں کو رکھ کر بولا / اے شہیدی ترا بس اب تو ہوا دل ٹھنڈا — ۲۲

ولہ

آسمان خصم قوی ہے اہل استبداد کا | زنگ میں ضائع رہا جوہر مرے فولاد کا
دیکھتے ہی آئنہ ایسا ہوا وہ بدحواس | شکل عاشق کو دکھا کر ملتجی ہو داد کا
آسمان ہشتمی پر قمریوں کا ہے دماغ | باغ میں تکیہ لگا بیٹھا جو وہ شمشاد کا
ہے وہی شکل و شمائل ہے وہی ناز و ادا | کیوں نہ دھوکا ہو پری پر یار کے ہمزاد کا
ای صنم میں داد کو اپنے نہ پہونچوں روز حشر | گر خدا سے بھی کروں شکوہ تری بیداد کا
یاد چشم سرمگیں کیا کیا رولاتی ہے مجھے | جس گھڑی قرآن پڑھتا ہوں میں صاد کا

جیسے بھر ابھرا ہو شگوفون سے نونہال بے آہ میرے گریہ مین رونق ذرا نہین ناحق ہی فکر گر ہو چھریرا ترا بدن		زیور سے تو ہی سرو سمن بر بھر ابھرا سچ کہتے ہین علم سے ہو لشکر بھر ابھرا ورزش سے ڈنڈ تو ہے ستمگر بھر ابھرا
۳۸	کیا قطرہاے خون شہیدی کی احتیاج جوہر سے خود ہے یار کا خنجر بھر ابھرا	۵
شروع سال ہی کچھ کرون سامان دل کے ماتم کا جہان نظارگی ہی یار ہنستا ہی مین رفاہون ہوئی تحریر نامہ مُہر کا صرفہ رہا سب سے نہ راز اس سے چھپاؤن جان ہمیشہ گرد پھرتا ہی	ولہ	بہانہ خوب ہاتھ آیا ہی ان روزون محرم کا تماشا ہی چمن مین خندہ گل کا گریہ شبنم کا برای زیب ہو نا قلمدان مین ہی خاتم کا پر یہ و نیرا عاشق ہے کہ ہین معشوق ہون غم کا
۳۹	صنم بہر خدا رہنے دے اپنا ہاتھ سینہ پر ہمارا زخم دل محتاج ہی ان روزون مرہم کا	۲۲
آئنہ رخسار جانان کا ہمارا دل ہوا شکل اک پردہ نشین کی دیکھ کر بسمل ہوا دیدۂ انجم مین بے سرمہ غبار آجائیگا غیر کی خاطر کیا چو رنگ مجکو یار نے	ولہ	یان بڑھا کے داغ وان پہ اپنا گل ہوا مین ادھر جیسے گیا روپوش ادھر قاتل ہوا خون سے بے تقصیر ہو لا نگاہ اس کا دل ہوا پرزے پرزے گر ہوا تن ٹکڑے ٹکڑے دل ہوا

۱۹

دیوان چہارم

۱۰	باریاب خلوتِ جانان ہو عاشق بعد مرگ اے شہیدی جیتے جی جنت میں کب داخل ہوا	۴۰

ولہ

عمر بھر عشق کے آزار نے سونے نہ دیا
ہائے ہائے دلِ بیمار نے سونے نہ دیا

نالہ کش ایک رہا ایک کراہا تا صبح
جانِ ریش و دلِ افگار نے سونے نہ دیا

خواب میں شکل دکھاتا وہ مقرر مجکو
شومیٔ کے طالع بیدار نے سونے نہ دیا

عیش کی شب بھی مگر بخت کو آجاتی نیند
اُسکی پازیب کی جھنکار نے سونے نہ دیا

میرے مرقد پہ کہا کس نے قیامت ہے قریب
یاد آکر تری رفتار نے سونے نہ دیا

رت جگے ہوتے رہے ہیں کہ بڑھے غم کی عمر
ایک شب و دل زار نے سونے نہ دیا

ہیں نے سونے نہ دیا شام سے اُسکو شب وصل
صبح تک ضد سے مجھے یار نے سونے نہ دیا

نیش غم نے رگ مژگان سے نکالا یہ لہو
مجکو راتوں مرے غمخوار نے سونے نہ دیا

میکشو سرخ ہیں آنکھیں جو تمہاری شاید
شب تمھیں ساقی سرشار نے سونے نہ دیا

۱۱	خوف تھا اُسکو شہیدی تری بدمستی کا شب جو ہمبر ہوں کو عیار نے سونے نہ دیا	۴۱

ولہ

صلح میں عربدہ جو مستعد جنگ رہا
شب عشرت مری آغوش میں وہ تنگ رہا

شکر ہے خانۂ زندان کی شکایت نہ رہی
جا کے صحرا میں بھی دیوانہ نزا تنگ رہا

جان ہی انعام تو لے ای فلک شعبدہ باز
تو دکھاتا ہمین سو رنگ کے نیرنگ رہا

دیکھکر سینہ زنی چہرہ خراشی اپنی
بزم دشمن مین اُسے شغل دف و چنگ رہا

آہ سوزان نے بہت شیشہ گری کی افسوس
نہ بنا شیشہ دلِ سخت صنم سنگ رہا

وسعت آباد اسے کہتی ہی نادان خلقت
مین نے عالم مین قدم جب دھرا تنگ رہا

۴۳	گر شہیدی کے قلم مین ہی یہی نقش بدیع یادگار اس سے بھی دنیا مین اک ارژنگ رہا	۲۰

ولہ

دیر و حرم کا جبکہ جہان مین نشان نہ تھا
عاشق کے دل سوا کوئی اُسکا مکان نہ تھا

کس خوش سلیقگی سے مرتب تھی بزم عیش
سامان وہ کیا ہی جو کہ مہیا وہان نہ تھا

گسترده فرش بو قلمون تھا جہان تہان
اطلس نہ تھا حریر نہ تھا پرنیان نہ تھا

دستے چنے تھے اور ہی پھولونکے طاق مین
چمپا نہ تھا چنبیلی نہ تھی ارغوان نہ تھا

روشن ہر ایک گوشہ مین تھی سو ہزار شمع
گلگیر تنگ حوصلہ چھانٹے دہان نہ تھا

تھین بتیان اگر کی سلگتی ادھر اُدھر
آتش و لخلخہ سوز کی تھی پر دُخان نہ تھا

تھا مست نغمہ بزم کا ہر کوچک و بزرگ
چنگ و رباب و عود کا شور و فغان نہ تھا

ہر لحظہ بے پیالہ و ساقی نشا دو رمی
آنکھون مین تھا خمار کوئی سرگران نہ تھا

موجود تھا مشاہدہ معدوم تھا حجاب
بے چشم جو نظارہ تھا سو رایگان نہ تھا

۲۱

۴۴

تیرے گلشن میں ہمیشہ رہے شبنم کی بہار
زاہد شہر کی ہے طرفہ خرابات میں سیر
ہم خلائق کسی دریا کی اگر موجیں ہیں
گریۂ غم سے ہیں مرے بیت حزن ہی نہار

لخت سینہ سے ہو موتیون کا ہار جدا
پی کے ز سبحہ جدا ایسکی ہو دستار جدا
دم میں سو بار ملے اور ہو سو بار جدا
سقف قائم رہے گر اس سے ہو دیوار جدا

۴۵ | تپ فرقت نے کیا سرد شہیدی ہمکو
فصل سرما میں کسی سے ہو دلدار جدا | ۱۴

چاند نکلا تھا کدھر کیا ترے جی میں آیا
کوئی جھونٹون بھی سناتا نہیں جو نکا کے مجھے
مجھے آتی ہے بدن سے ترے بو فتنہ کی
جب گیا غیر تری بزم سے دلشاد گیا
کوئی اس عہد فراموش سے کہہ دے جا کر
نعش کس کی یہ اٹھی جسکے تماشے کے لئے
جلد انصاف جو کا خلق کا ہو وے اور حشر
روز بد سے بھی بری شب جو کٹی ہے انکی
میرے اور انکے قسم پہ ہی قسم قول قبول

ولہ

شام کے وقت جو تو آج مرے گھر آیا
کیا ہے بیہوش پڑا وہ ترا دلبر آیا
کس کے آغوش میں تو ہو کے معطر آیا
جب میں آیا ترے کوچے سے مکدر آیا
آج وعدہ ترے عاشق کا برابر آیا
سر کھلے اپنی وہ دہلیز سے باہر آیا
پھر قیامت ہے جو وہ شوخ ستمگر آیا
اور دن آیا تو اس رات سے بدتر آیا
نہ کہا ایک کا پر ایک کو باور آیا

دیوان شہیدی

۲۲

آغوش

سچ ہو پلے پر پہونچکر تیر کم کرتا ہے توڑ
وصل کی تدبیر کا خواہاں رقیبوں سے ہوا
لاکھ ڈھب میں چال چلتا اسقدر ہوتی ہے دیر
میر دم تک اُس گلی میں حشر کا ہنگامہ تھا
باغ دنیا سے ملا کیا کیا نہال آرزو
بے مقدر دولت باقی نہ حاصل ہو سکی
اک گل دیدار کی حسرت میں اپنے من چلا
لاشہ کا بھی خون گرفتہ کے پتا ملتا نہیں
کچھ دنوں ہمنے بھی چھوڑ ہیں رستے عشق میں
کس سے کہتا کسکی سنتا واقف اپنا کون تھا
پیشتر طوفان گریہ میر کا مانع نہ تھا
عشق میں تعظیم کا خواہاں کسی سے میں نہ تھا
سکر میں بھی کم نماز جمعہ کی ہیں قضا
ورد کرتا تا گر طواف دیر بیت ہو تا جمع

میرے نالے کا بلندی سے اثر جاتا رہا
تیری فرقت میں مرا ہوش اسقدر جاتا رہا
آسمان شاید شب ہجران ٹھہر جاتا رہا
اپنا لاشہ اُٹھتے ہی سب شور و شر جاتا رہا
شور زار دل کی خاصیت سے پر جاتا رہا
آسکے قابو میں مرے وہ سیمبر جاتا رہا
یا بہار دامن نظارہ بھر جاتا رہا
نامے جاتے تھے یہیں یان نامہ بر جاتا رہا
جا سکے تا چرخ آہ کا شعلہ بکھر جاتا رہا
ہاتوں اُسکی گلی میں گنگ و کر جاتا رہا
مہر میں تقیمیں پا پا ب انکے میں اُتر جاتا رہا
محفل جانان میں سب سے پیشتر جاتا رہا
کو کدہ سے سوے مسجد پیشتر جاتا رہا
گرد قصر یار ناحق ہر سحر جاتا رہا

فقر میں شاہد پرستی کب شہیدی سے نبھی

ردیف باے موحدہ

۱۲

مبارک ای گل زخم شہیدان خندہ تازہ
ہوا ہی شوق خنجر کو نیام زعفرانی کا

پھر اکڑتا ہی رانون کو جگا تا خیل غوغائی
نہین محتاج ویرانہ ہمارا پاسبانی کا

تغیر حال مین اپنے رہیگا شام محشر تک
ابھی سے پوچھنا بیجا ہی انجام اس کہانی کا

بہار بیخزان سے عشق رکھ گر خرمی چاہے
عبث بلبل ہی تو نادان اس گلزار فانی کا

وہ خود فرمان مین ہی اُسکا تخیل گیا ہی فرمان مین
شب عشرت مین بھی ہو غم ترا ہو بدگمانی کا

۵۶	ہمارے سادہ رو کا چہرہ ہے ہر صفحہ سادہ نظر کیا آئے تجکو محو تو نیرنگ مانی کا	۱۳

مین معتقد ہون عشق خوش عندلیب کا
ولہ کہتے ہین گل عرق ہی خدا کے حبیب کا

کب سنبل بہشت معطر کرے دماغ
گر ہو نچے نفع آ کے نہ گیسو کی طیب کا

اُس نے مساحت جبل طور کے لئے
بخشش کیا کلیم کو عہدہ جریب کا

صحرا مین گر بیان ہو نزے نطق کی حدیث
خنظل مین کیا عجب ہی مزا ہو فریب کا

دے عقل کل کو طفل دبستان جہان سبق
اُس مدرسہ مین تجکو لقب ہی ادیب کا

گر دون پہ عشرت شب معراج کا نشان
اب تک حنا مین ہاتھ ہی کف الخضیب کا

آواز مانجتے رہین داؤد عمر بھر
اس آرزو مین کام ہے اُس سے نقیب کا

فرخندہ بخت ہی وہ جو امت مین ہو تری
ارمان ہمیرون کو رہا اس نصیب کا

دیوان شہیدی ۲۶

ولہ ۵۹ ۱۲

۵۸ | ۱۲

بیت بخشی کرنی ہے گر طائرانِ باغ سے
ہمسے یہ اشعار تازہ سیکھ جائے عندلیب

سنبل گیسو ترا اگر دیکھ پائے عندلیب
دل نہ ہو دام رگ گل مین پھنسائے عندلیب

گر یون ہی گلشن مین طوفان کی طراوت کا ہے جوش
منہدم ہو کوئی ساعت مین بنائے عندلیب

زیر دیوار چمن ہر صبح جاتا ہون کہ وان
کانون مین اڑنے سے آتی ہے صدائے عندلیب

گلرخون کی بزم مین البتہ ہو اپنا گزار
ہو جہان خندان چمن وان کیون نجائے عندلیب

دھوپ مین بیٹھا رہون مین تیرے در کے سامنے
اور بچھے گلشن مین گل کے سائے سائے عندلیب

ایکدن اُس غیرتِ گل نے اٹھایا ہاتھ پر
بوئے گل مین بس چھپے سب خطا پائے عندلیب

تجھے دلمین عشق پنہان رکھین گلبن کیا عجب
نکلے غنچون کے چٹکنے مین صدائے عندلیب

جس روش تجکو اٹھا لیتا ہون مین ای نازنین
اس صفائی سے نہ گل کو بھی اٹھائے عندلیب

بے سبب کیون خشم بیجا اسقدر ای باغبان
ہان رعیت ہے تری یہ ہے خطائے عندلیب

قامت و رخسار تیرے دشمن جان ہین ترے
آفتِ پروانہ شمع اور گل بلائے عندلیب

آمد فصل خزان سے پیشتر دو روز کاش
سینۂ صحن چمن ناشق ہو سمائے عندلیب

شاہد گل پہنے لڑیان سوتیون کی کان مین
یہ غزل میری چمن مین گر سنائے عندلیب

۲۷

ولہ ۶۰ ۱۳

پھینکدی ہے باغ میں جوش جنوں نے کر کے چاک — گل جسے کہتے ہیں سب ہے قباے عندلیب

مقتل گلشن میں آیا ہے لیے زر ہاتھ میں — کسقدر تھا گل کو فکر خون بہاے عندلیب

وصل کے عاشق کو تسکین نقل سے ممکن نہیں — پھول کاغذ کے نہوں جلبت روے عندلیب

وہ ترا قد ہے صنوبر کو دکھائے فاختہ — وہ ترے رخسار ہیں گل کو دکھاے عندلیب

جو کہ انداز جفا تجھ میں ہے وہ گل میں کہاں — کیا دغا سے میری ہمسر ہو وفاے عندلیب

آشیاں سے صحن گلشن تک بچھیں لاکھوں دام — کاش ہو موج ہوا زنجیر پاے عندلیب

باغ میں صیاد کا گلچیں سے پہلے ہو گزار — [illegible] خالق سے ہے یہ التجاے عندلیب

خصم جان گلچیں عدو صیاد دشمن باغبان — وقت تیرے قتل کا ہے ای خداے عندلیب

۶۱ — قصۂ عاشق کو صبح حشر تک پایاں نہیں / کیا شہیدی سے بیاں ہو ماجراے عندلیب — ۹

آئے تھے لے کے کوڑے محتسب — ولہ — بن گئے مستوں کے گھوڑے محتسب

گر نہو بے عقل شیشے توڑ کر — عذر میں کیوں ہاتھ جوڑے محتسب

ٹھونک ڈالو مکے رندو ایک دن — شہر میں ہیں تم سے تھوڑے محتسب

گر ہمارے میکدہ میں ہو گذار — خم کے بدلے تو سبو توڑے محتسب

لذت مے سے اگر واقف ہو تو — ٹھیکرے خم کے نچھوڑے محتسب

رشک اُسپر مجھے آتا ہے میسر جس کو
ایک معشوق پری چہرہ ہو و جام شراب

گلشن حسن کے طاؤس کے پھنسنے کے لئے
غورۂ رز ہی اگر دانہ بنا دام شراب

تو ہین تائبہ مجھے ان پر انکار کا موقع ہو کوئی
خود گھر بزم ہین ہے وہ جیب گل اندام شراب

ہین گرا ایکسے سبو بول اُٹھا بادہ فروش
واقعی ہی سبب لغزش اقدام شراب

خم کرون گردن مینا تری فرقت ہین تو دے
شور قلقل سے مجھے موت کا پیغام شراب

چشم جانان بھی ترے سحر کی قائل ہو تو
گل نرگس کو بنا دے گل بادام شراب

وصل کی رات کا لطف اُس سے نہ پوچھو جو شخص
آپ بیہوش ہوا پی کے سرِ شام شراب

فتنۂ شر کا سبب غمزۂ سفاک ہوا
عہد مین تیرے پری مفت ہی بدنام شراب

٦٧ طبع پھر جوش پہ ہے تا کہ دوبارہ لکھے
اے شہیدی اُسے ہم کیون نہ کہین جام شراب ٩

ولہ

لطف سو دیکھے پلا کر اُسے یکجام شراب
وصل کی رات مین کیا آئی سرِ کام شراب

پیشتر آمد جانان سے ہوا مین مدہوش
ہو گیا حق مین مرے وصل کا پیغام شراب

کفر ثابت ہی ترے چشم کا مخموری سے
کب یہ ممکن ہو پیے صاحب اسلام شراب

اُسکی محفل مین رہین تا کہ نہ عاشق کے حواس
دورا دل ہی پلا دیتے ہین بھر جام شراب

پھیرے شیشے کا ہی مجلس مین تو کی چال
دیر مین جیسے دھرے زائر اصنام شراب

تیری خدمت کی بدولت ہوں ہیں ای پیرمغان
رات دن ملتی ہے پیمانوں میں بن دام شراب

چشم مخمور کا کشتہ ہوں مری تربت پر
کیا عجب خلق چڑھاتی رہے بادام شراب

زنگ ہو جائے بہار ابھی ابھی سرخ و سفید
اپنی جھوٹی مجھے دے ساقی گلفام شراب

میری آنکھوں میں تری دیکھکے سمجھا کہ پئے
سحر کرنے کے لیے دشمن اسلام شراب

رہن میخانہ ہے آغاز میں دستار و قمیص
کیا دکھاتی ہے مجھے دیکھیے انجام شراب

سر دیا محکمۂ شرع میں شیشہ نہ دیا
ہیں رندان جہان لیکے مرا نام شراب

زہر حسرت سے شہیدی ہی مجھے بالطبع ہے ذوق
ورنہ تھی میکدۂ عشق میں اقسام شراب

۷۰	ردیف تاے مثناۃ	۱۶

تھی جنکے سبب رونق بازار محبت
وہ اٹھ گئے لے ساتھ خریدار محبت

ولہ

تا دل کی جگہ قطرۂ خون بھی رہے باقی
ممکن ہے کھلے عقدۂ دشوار محبت

سینہ تھا عرق تیرا اسکو ڈرا خوف سے اسکے
گردوں نہ ہوا محرم اسرار محبت

شعلے مری آہوں کے پرے عرش کے چمکے
رکھتے تھے ہوا سے کرۂ نار محبت

میلہ تھا فرشتوں کا زیارت کو ہماری
جس روز پہنایا ہمیں زنار محبت

ہر لخت جگر تو گل خندان کا ہے رو کش
شاداب ہمیشہ رہے گلزار محبت

۷۲ | ۵

غضب ہے ہجر مین جسکے ہمین تھا بسنت
مزہ بسنت کا جب ہے کہ وہ بسنتی پوش
ہر ایک شے یرقان سے نظر پڑے ہے زرد
تھا ایکسال سے واریان سے اُسکی خفگی سے

ولہ

وہ بر مین غیر کے بیٹھا ہوا منائے بسنت
خوشی سے بیٹھ کے پہلو مین پیر گائے بسنت
ہنوز دیکھیے کیا کیا ہمین دکھائے بسنت
کٹا ہے کیسی مصیبت سے اب کے یاس بسنت

لگے ہے دیکھ مرے رنگ زرد کو وہ شوخ
شہیدی آج تو تم بھی منانے آئے بسنت

۷۳ | ردیف ثا سے مثلثہ | ۹

شب خموشی کا غیر تھا باعث
یا ہوئی آپ کی حیا باعث

وان ٹھہرنا صلاح وقت نہ تھا
ہمنشین تو مجھے ہوا باعث

چاہ مین بوالہوس کی خوب نہ تھی
میری خواری کی ہو وفا باعث

بے تکلف رہا مدام وہ شوخ
آج مجھسے حجاب کا باعث

موت کا کچھ نہ کچھ بہانہ ہوا
ہوا مرنے کی یان دوا باعث

غم سے اُترے ہزار منھ میرا
پوچھتی ہے تری بلا باعث

شب رکا سا رقیب سے بولا
ہمپہ اصلا نہ کچھ کھلا باعث

بے خطا گالیان نہ دے نادان
ورنہ پوچھینگے آشنا باعث

رکھتا ہے شوق نامۂ عاشق بھی بال پر ہر لحظہ زخم تازہ ہو اسکا قرارگاہ	پرواز کی نہین ہو کبوتر کو احتیاج کب ہے نیام کی ترے خنجر کو احتیاج

۷۶

محتاج بعد قتل شہیدی ہون عشق مین
فتراک یار کی ہو مرے سر کو احتیاج

۷

ولہ

مین جنبش لب دیکھ کے سمجھا سخن موج	پر وصف تبسم سے ترے ہو دہن موج
ہر دل مین ترے جلوۂ واحد کا ہی پرتو	اک شمع قمر رونق صد انجمن موج
تیرے ہی تو گردش کا مشتاق ہو کافر	زنار کے قالب مین ہر اک ہمن موج
دیوانہ ترا بند تعلق سے ہے آزاد	کب باندھ سکے آب اُن کو رسن موج
وہ گل جو نہانے کو سحر حوض مین اُترا	تھا خندہ زنان موج چمن پر چمن موج
مشاطہ گری اپنی صبا لا کہ دکھاوے	پہونچے خم گیسو کو ترے کب شکن موج

۷۷

پوشاک مکلف کی ترک حرص شہیدی
بے چاک آتو یان ہوا پیرہن موج

۷

شہر ڈوبا ہے بحر سے اور دیدۂ خونبار سے آج	بیٹھے وہ سیل گذر جائیگا کہسار سے آج
ہے تو یہ حرمت جسکی زبان پر گل تھی	مست آتا ہو چلا خانۂ خمار سے آج
مضطرب کیون نہون سب سو رہے کھٹکے دلین	دمبدم دیکھتے کیون ہین مجھے پیار سے آج

ردیف حا

گھر سے آپکی جاو اندھیرے مین بلا
تمسے افزون تب انق کے ہجر مین گھبراتی ہی صبح

مجکو رو رو کر شب ہجران یہی آتا ہے سوچ
وصل کی شب دم مین کیسی صاف ہوجاتی ہی صبح

اسکے بالون کی سیاہی سے شب یلدا اجل
اور صفائی کا وہ عالم ہی کہ شرماتی ہی صبح

تیری چوٹی پر سے بالے وار کر بنتی ہی صبح
صدق دلسے تیری گردن کی قسم کھاتی ہی صبح

منہ دکھادے روز محشر تو نہین لاتی نہین
گر شب ہجران مین ہمسے ناز فرماتی ہی صبح

داغ ہی خورشید ساچاک گریبان سے نمود
تپسہ تو خندان ہی ہر دم کیا تری چھاتی ہی صبح

کب کسی کے گھر ٹھہرتا ہی وہ پرفن رات بھر
تو شہیدی کو عبث ہر لمحہ دھمکاتی ہی صبح

ردیف خاے معجمہ

٨٠ — ١٦

نہر بہشت کا ہی مجھے شہد ناب تلخ
شیرین کو کوہکن سے ملا تھا جواب تلخ

وہ میٹھی گالیان وہ شکر خواب وصل کا
ہر دم ہی یاد مجکو نہو خورد و خواب تلخ

اُسکی نگاہ قہر سے بجوذ ہوا رقیب
کم ظرف ضبط کر نہ سکا پی شراب تلخ

بوسہ لیا ہے لب سے نہ دشنام تو نکال
شربت کو میرے کر نہ ملا کر گلاب تلخ

کاغذ مین قند باندھکے آتے ہمارے گھر
یا مخلفون مین کرتے مین اب ہیجاب تلخ

فرقت مین اُسکی ذائقہ بگڑا ہی شمع کا
سمجھا مین نغمۂ شکرین رباب تلخ

ولہ ٨١

ردیف

۱۱	ردیف دال مہملہ	۸۲

میرے نے چشم تکینگے مری جا میرے بعد — وله — خوب روئینگے مجھے اہل عزا میرے بعد
یار نے کھائی ہے سوگند جفا میرے بعد — تا نہ یاد آئے اُسے میری وفا میرے بعد
حسن ہے طرفہ کشاکش مین گران جانی سے — ہوئی محتاج فنا تیغ ادا میرے بعد
پھر نہ بیٹھا صف پائین مین کوئی ذلت سے — بزم جانان مین ہے خالی مری جا میرے بعد
ہوئے عشاق نوازی کے وہ دل سے معروف — ہائے مقبول ہوئی میری دعا میرے بعد
تھا جنون مجکو بڑھے رہنے نہ دئے میرے ناخن — توڑکر کھولینگے وہ بند قبا میرے بعد
دیدۂ تر کو تہ خاک ہوا ارزان حسرت — اک نظر ہوگی کرشمہ کی بہا میرے بعد
جیسے چلے سے کمان کرتے جدا بعد از جنگ — چین ہے وہ ابروئے کج ہونگے جدا میرے بعد (?)
دوش پر رکھینگے دوہرا کے سبھی عزت سے — خاک پر لوٹیگی کیون نہ لف دوتا میرے بعد
گھر سے نکلا کرینگے عطر مین ڈوبے ہر صبح — تیری بن آویگی اے باد صبا میرے بعد

۹	کیون نہ خون روؤن شہیدی ہی وہ برائے زینت میرے روضہ سے منگائینگے حنا میرے بعد	۸۳

شام سے ایسی خوشی دلین سمائی شب عید — وله — کہ اے تا سحر نیند نہ آئی شب عید
اسمین معشوق خوشی کرتے ہین اسمین عاشق — وصل کی شب سے بھی عشرت مین آئی شب عید

زال دنیا کے تعشق میں ہے خلقت کو جنون — ہر مژہ اس تجبہ کی ہے صورت نشتر سپید

۸۵ — عاشقی کی حرص پیری میں شہیدی ترک کر / کیا سیہ چشمون کی صحبت ہو گیا جب سر سپید — ۱۱

ہے سورۂ والشمس اگر روے محمدؐ — واللیل کی تفسیر ہوئی موے محمدؐ

جب روے محمدؐ کی نظر آئی تجلی — سمجھا میں شب قدر ہے گیسوے محمدؐ

کم ساتھ ہوا روے نکو خوے نکو کا — ہے نیک مگر روے صفت خوے محمدؐ

ہے سرمۂ کورہی میں نہان دیدۂ بدبین — جب دن سے عیان ہے رخ نیکوے محمدؐ

ماہ نو شوال سے عاشق کو نہیں عید — جب تک نظر آجائے نہ ابروے محمدؐ

کس وضع اٹھائے ہوئے ہیں بار دو عالم — ظاہر میں تو نازک سے ہیں بازوے محمدؐ

تھا بیش بہا حسن کے بازار میں یوسفؑ — پر ہو نہ سکا سنگ ترازوے محمدؐ

گلگشت گلستان میں پڑھو صلّ علیٰ تم — ہر پھول کی بو میں ہے رچی بوے محمدؐ

کعبہ کی طرف منھ ہو نمازوں میں ہمارا — کعبہ کا شب و روز ہے منھ سوے محمدؐ

ہر نخل بیابان عرب مجھکو ہے طوبیٰ — ہون شیفتۂ قامت دلجوے محمدؐ

رضوان کے لئے لے چلوں سوغات شہیدی / گر ہاتھ لگے خار و خس کوے محمدؐ

۸۸ | پا گرفتار ہون تا ہاتھ چڑھے اسکی زلف / خواب مین آج شہیدی نظر آئی زنجیر | ۱۶

مجھے کھلوانے کمان لائی ہے تقدیر شکار — ولہ کرے صیاد کو جس دشت مین نخچیر شکار
بچکے نکلے ترے کوٹھے کے کبوتر سے عقاب — کرین شاہین کو ترے گھر کے عصافیر شکار
دل مین باقی نرہے گلشن جنت کی ہوس — گر ترے رنگ محل کی بنے تصویر شکار
نسر واقع کی طرح سکتے مین رہجاتے ہین — دشت مین دیکھلے رخ کی ترے تنویر شکار
نظر آئی وہ فرہ دل کی تپش رفع ہوئی — حرکت کر نہ سکے کھا کے ترا تیر شکار
کوئی ہے بستۂ فتراک کوئی خستہ بہم — صیدگہ مین تری کیا رکھتا ہے توقیر شکار
رنگ تغیسہ یہ لوٹے جو ترے وادی مین — نہ کبھی یاد کرے ساحت کشمیر شکار
نقرئی قبضہ و خنجر ہے طلائی قاتل — آئے تجھے حلق پر ملکہ مگر اکسیر شکار
ذوق جولانگہ دلدار مین اللہ اللہ — کعبہ سے نکلے ہین چھٹتے ہو تکبیر شکار
یہ بھی اعجاز سمجھ میر سے شکار افگن کا — دل سے معروف دعا ہو نہ شمشیر شکار
بسملی کے مزے کی کسکو ہے پرسش ورنہ — کرے حلقوم بریدہ سے بھی تقریر شکار
واقعہ یار کے میدان کا اگر خواب ہوا — صبح محشر نظر آجائیگی تعبیر شکار
دست دپا کو قلم اسواسطے قاتل نے کیا — نہ گلا کٹنے کی لذت کرے تحریر شکار

۴۲۷ — دیوان شہیدی

نیند آئی شب بن ترے گو آہ سرد سے
ٹھنڈی ہوائین چلتی رہین اپنے بام پر

تجھسے جو مجکو وصل ہوا اسکو بھی وصل ہو
عاشق ہوئی ہے صبح مری تیری شام پر

لہرا رہا ہے آتش یاقوت پر دخان
ملتا ہے وہ مسی جو لب لعل فام پر

توڑا پھڑک پھڑک کے قفس پر نہ اڑ سکے
سر کے لہو سے تر تھے ہمارے تمام پر

دل مفت تجھسے لیتے نہین اور خوبرو
کندہ ہے یہ نگینہ مرا تیرے نام پر

در پر شراب خانہ کے ہے اپنی یہ صدا
ہم دو جہان کو بیچتے ہین ایک جام پر

جانے کی سن کے تیری مریگا تمام شہر
باندھی کمر سفر پہ ہے یا قتل عام پر

شکر سے طوطیون کو نہین عشق جسقدر
کل طیر مند محو ہین میرے کلام پر

مین ہون بشر کلام بشر ہے مرا کلام
حاسد کو اعتراض ہے حق کے کلام پر

سینہ سے وہ جو کان ملاحت لپٹ گیا
کیا آ چلے تھے زخم جگر التیام پر

91 — 7

الله ہے جو وصل شہیدی کو ہو نصیب
عاشق ہوے ہین اک بت ذی احتشام پر

ولہ

پہلو مین تپش دل کو ہے بسمل کے برابر
بسمل بھی نہ تڑپیگا مرے دل کے برابر

ہے حال مرا مردمک چشم کے مانند
اس بات مین کچھ فرق نہین تل کے برابر

ٹکڑے شط الفت مین ہوے لاکھون سفینے
تختہ نہ لگا ایک بھی ساحل کے برابر

دولت دنیا کا منہ کالا وفا اس سے نہ ڈھونڈھ ۔ گم ہوئی خاتم تجھے تنہا سلیمان چھوڑ کر

دیدۂ عبرت سے گورستان کی جانب کر نگاہ ۔ خاک پر سوتے ہین کیا کیا قصر و ایوان چھوڑ کر

تو نے ای دل سینۂ پر داغ سے جنبش نہ کی ۔ یار کی محفل مین گل پہونچا گلستان چھوڑ کر

بحر و بر دشت و جبل کی سب صعوبت سہل ہی ۔ جب ہوے کعبہ کے عازم کوے جانان چھوڑ کر

وصل کے کیا ایسے سامان ہین کہ عاشق ہو حریص ۔ حسرت درد و غم و اندوہ ہجران چھوڑ کر

مین وہ دیوانہ ہون بعد مرگ بھی تا حشر روح ۔ سیر جنت کو نہ نکلی کنج زندان چھوڑ کر

جامۂ صد چاک اور طوق گران زنجیر پا ۔ ہم چلے دنیا سے کیا کیا کچھ نہ سامان چھوڑ کر

جوش وحشت گر نہ ای ناصح ہو مانع خشم کا ۔ لون گریبان مین ترا اپنا گریبان چھوڑ کر

مژدہ ای قاتل ہی اوہ نیمجان بسمل بھی سرد ۔ جسکو تو آیا تھا خاک و خون مین غلطان چھوڑ کر

چار سو ج قلزم ریگ روان مین ہی اسیر ۔ تیرے دیوانے کہان جائین بیابان چھوڑ کر

خود فروشی حسن کو لازم ہی یوسف سا عزیز ۔ مصر کی بازار مین آیا ہی کنعان چھوڑ کر

یہ ستم تازہ سنو کرنے لگا نشت اپنی ہماف ۔ تیر بے پیکان ابھی سے طفل نادان چھوڑ کر

۱۱	کیا اُٹھا لاشہ شہیدی رند کا جو شیخ عصر نعرہ زن دوڑا نکلا مسجد مین قرآن چھوڑ کر	۹۴

گل کھائے عضو عضو تن درد مند پر ۔ ولہ ۔ پھرین لگین جنون کی مرے بند بند پر

رات سوتا تھا جو وہ رشک قمر کوٹھے پر
جھانکنا روزن دیوار سے اب چھوڑ دیا
غیر گھیرے ہی رہے زینہ کو مین جا پہونچا
تھہرو صاحب عصمت کا وہ جھک کر چلنا
کوٹھے پر یار بلاتا ہو نہ زینہ نہ کمند
اب کی گرمی نے کیا خلق کو یہ زیر و زبر
طور پر جب سے تجلی کا سنا اُسنے ظہور
رشک کہتا ہو کہ آیا خط اغیار یہان
کیا بیان تجھسے کرون ہند کی آبادی کا
دیکھکر ایک جبل پر جسے حیران تھا کلیم
ہر طرف سیکڑون خورشید و قمر جلوہ فروش

ولہ

چاندنی چھٹکی رہی تا بسحر کوٹھے پر
یا کھڑے رہتے تھے تم دو دو پہر کوٹھے پر
پاؤن چھٹ روزن دیوار پہ دھر کوٹھے پر
پس دیوار کہ ہو تا بہ کمر کوٹھے پر
جی مین ہو پیکبدن مین کاٹ کے گھر کوٹھے پر
دن کو تہ خانہ مین مین شب کو اگر کوٹھے پر
جلوہ فرما نہین ہوتا ہو مگر کوٹھے پر
نظر آتا ہو کبوتر کا جو پر کوٹھے پر
برسون گر جا مین کرین سیر و سفر کوٹھے پر
شام کے وقت وہی نور ہو ہر کوٹھے پر
وہ اُدھر کوٹھے پر اپنے یہ ادھر کوٹھے پر

۹۷ — پردگی یار کا نظارہ شہیدی معلوم
ہان چڑھے دیکھنے کو چاند اگر کوٹھے پر — ۲۲

گر نہین ہو باغبان گلشن مین طغیان بہار
ہر گل خودرو کو ہو تشویش سامان بہار

ولہ

جام عمر بلبلان بھر دیگا طوفان بہار
اُنکے وحشی کا جنون شاید ہو مہمان بہار

۱۰۱

گر ہوا میکدہ مسمار نہین باک ہنوز
شکر ہی بادہ کشان جوش مین ہی تاک ہنوز

والہ

گر مرا کوکب اقبال نہ چمکا تا حال
کیا گلہ آپ ہی گردش مین ہین افلاک ہنوز

حشر گہہ مین ہوئی جنت مری خاطر شب باش
خوف عصیان سے ہون پوش تہ خاک ہنوز

خط کے آنے سے نہین یار کے ہم مین یاویس
تیغ ابرو ہے سیہ چشم غضبناک ہنوز

جلوہ فرما مرے گھر تھا کبھی وہ رنگ بہار
عطر پیراہن گل مین خس و خاشاک ہنوز

ہمنے دیکھا تھا اسے آج سحر پہنے تھا
عطر مین ڈوبی ہوئی خواب کی پوشاک ہنوز

خنجر شوق شہادت نے مجھے قیمہ کیا
آنہ مالش پہ ہی آمادہ وہ سفاک ہنوز

خون مری لاش سے دھوتے ہین اعزہ لیکن
تیغ زن رن مین ترا غمزۂ چالاک ہنوز

۱۰۲ — ۹

میر و مرزا کی طرح کی ہی شہیدی یہ غزل
کہ دہن سے نہین نکلا سخن پاک ہنوز

جام جم بادۂ عشرت کو نہ خاک ہنوز
میری قسمت سی گرہ تخم مین ہین تاک ہنوز

والہ

تیر دامن کی ہوا تھی مرے دل کی آتش
جبکہ ہستی مین نہ تھا آب نہ تھی خاک ہنوز

جسم بے پا سے شہادت مری جان زندہ ہی
دھو نہ شمشیر کو اے قاتل سفاک ہنوز

ننگ آتشکدہ مدت سی ہون اصحاب حرم
بھیجتے ہین مجھے تحفہ خس و خاشاک ہنوز

کھینچکر تیر مری لاش سے خرسند نہ ہو
دلمین رکھتا ہون ترا غمزۂ بیباک ہنوز

ترے غمزہ کا ہون بریدہ سر جسے جنگجو مرے قتل پر
مراد ان نگ خنا ہے خون ترے پانون کے مجھے کیا کرون
تجھے جب سے دیکھا ہوا پری نجبا کیسے نظارہ کی
کوئی کاروان جو نکل گیا سوے نجد قیس بول اٹھا

نہ کمر کو کس نہ کمر کو کس کمر کو کس نہ کمر کو کس
نہیں ستر بن نہیں ستر بن نہیں ستر بن نہیں ستر بن
نہ ہی ہوس نہ ہی ہوس نہ ہی ہوس نہ ہی ہوس
وہ بجا جرس وہ بجا جرس وہ بجا جرس وہ بجا جرس

تو شہید ابرہیہ سے کہ وہ شہر ابیہ بیٹھے ہین جس جگہ
وہین جا برس وہین جا برس وہین جا برس وہین جا برس

۱۰۵	ردیف شین معجمہ	۱۴

خورشید مرے دل کی ہو گر اک شرر آتش
بے سوز محبت نہ مٹی دل کی سیاہی
اس زلف مین رخ دیکھکے بیہوش تھا دل
گلزار محبت مین ہون مین اک شجر نار
تا عشق سے آگاہ ہون عاشق دل صد چاک
رہے سے شب عشرت مرے گلشن کو ملا آب
داغون کو نقش رشک مین ہے طرفہ [illegible]
گر رزق کی مانگون مین دعا صبح کو [illegible]

ولہ

ہر ذرہ ہو کانون مین ہزاران شرر آتش
آہن کو بنا دیتی ہے ہمرنگ زر آتش
موسیٰ کو شب تار مین آئی نظر آتش
بیخ و تنہ و شاخ و گل و برگ و بر آتش
ایوان مرے گھر مین لگی بیخبر آتش
[illegible] نہ کرے خار تن اپنا مگر آتش
گرمی کے [illegible] ہو شادابتر آتش
سر پر مرے طباخ فلک طشت بھر آتش

ردیف ظاء معجمہ ۱۱۲

زبان بتون کی ملائم ہو د تقدیر مین خوف — کہ سخت جانون کو ہو درد انتظار غرض

می جنان کا سنا مین نے وصف پر واعظ — کسی کی چشم سے ہو دھیان انتشار غرض

نہ گرد راہ کو دامان برق مین ہو گذر — نہ گرد خاطر مضطر کرے غبار غرض

بچھائے دام ادا گر نہ حسن عشق فریب — ریاض جان کی نہ بلبل ہو نہ بہار غرض

نپٹ گلے نہین لپٹاؤ نگا گلے تجکو — کہ بیقراری دل سے ہے بیقرار غرض

غرض یہ ہے کہ اسی امر مین کرے تکرار
وہ پوچھتا ہے شہیدی سے بار بار غرض

۱۱۱	ردیف طاء مہملہ	۹

بس ذات حق صحیح ہے اور ما سوا غلط — ولہ — ہے ابتدا سے دیر سے تا انتہا غلط

آئے نہ اپنی فکر مین کچھ معنی جہان — یہ نسخہ جدید ہے سر تا بپا غلط

عاشق کا پاس گنجفہ بازی مین تو کرے — باور نہین مجھے غلط ای بیوفا غلط

مدت سے آرزو ہے ترے پیرہن کی بو — ای کاش ایک صبح کرے رو صبا غلط

سو طرح کی قسم سے موکد کرین جسے — بے شبہ جانون ہے وہ سخن آپکا غلط

کہتا ہے پڑھ کے نامہ عاشق کو وہ ظریف — انشا مین کچھ کلام نہین مدعا غلط

ہوتا جو وان کے خفیہ نویسون سے مطلع — لاتا نہ خط رسان خبر آشنا غلط

ردیف عین مہملہ ۱۱۳ — ۱۱

دیوان شہیدی ۴۵

بہت دل عرق ہوکر رہ گئے وان	مرے یوسف کا ہو چاہ ذقن صاف
چمن مین سبزۂ بیگانہ مین تھا	مرے اٹھنے ہوئی وہ انجمن صاف
طہارت گر صفاے ظاہری ہو	زیادہ شیخ سے ہو برہمن صاف
کدورت دل کی آتی ہو زبان پر	کہے انسان نہ رنجش مین سخن صاف

اجارہ داغ کا دل پر شہیدی
رہیگا حشر تک میرا کفن صاف

شب ہے ہو شفقت و عتاب مین فرق	والہ دوست دشمن کے خورد و خواب مین فرق
اشک غم اور اشک شادی اور	لعل و گوہر کی آب تاب مین فرق
لذت نوش لب اسے جو ست	نگر نقل اور شراب مین فرق
مجکو تو ہے پسند تجکو رقیب	میرے اور تیرے انتخاب مین فرق
گلشن دل کے عطر یہ قطرات	گریۂ تلخ اور گلاب مین فرق
سینہ پر سل دھری گئی پس مرگ	نہو دل کے اضطراب مین فرق
تتق نور مین نہان ہو وہ رخ	اس سے اور حور سے نقاب مین فرق
کم ہو میری وفا سے تیری جفا	روز محشر نہو حساب مین فرق

اُدھر ہی دستِ گل اُنکا زیبِ دامان چاک
اِدھر ہی جوشِ جنون سے مرا گریبان چاک

مئے بہار سے افزون ہوئی ہی مستیِ حسن
بشکلِ گل ہی گریبانِ نازنینان چاک

لگائے سبزۂ نورستہ مرہمِ زنگار
اس آرزو سے ہوا زخمِ چشمِ گریان چاک

چمن کی پردہ دری کا ہی ذوق کسکو نسیم
کہ جیبِ گل مین سمایا ہی صد خیابان چاک

غرورِ حسن لڑکپن مین تھا یہ نام خدا
کہ اُسنے جاتے ہی مکتب مین کی گلستان چاک

جنون کی خیر زلیخا تہو کہ اپنا جیب
بجا ہی تو کرے دامانِ ماہِ کنعان چاک

تمھارے شانۂ مشکین کو گر ہنر ورنہ ہو
دلِ مقیدِ گیسو مین ہین فراوان چاک

عدم مین تھا مجھے خورشید رو جنون تیرا
کہ مثلِ صبح مین پیدا ہوا گریبان چاک

ملیگا ہاتھونکو آرام لو لگا پانون سے کام
کہ میری جیب سے یہ آئی ہی گریبان چاک

کتان منگا کے لگاؤن مین جیب مین شبِ ماہ
کہ دیتے ہین مجھے دشتِ جنونکو دامان چاک

نہ قبر کن کے ہون محتاج تیرے دیوانے
کہ اُنکے مرگ مین ہو سینہ و گریبان چاک

قبائے تنگ کا اُس گل کے مجھسے حال نہ پوچھ
کرے کتان کو نہ اس رنگ ماہِ تابان چاک

وہ خالِ گل ہی ترے دورِ حسن مین جس رنگ
ہزار جان سے ہو پیراہنِ بتیان چاک

شگفتہ ابرِ سیہ مین ہو جیسے جلوۂ صبح
ہمارے دل کے رہے زیرِ داغ پنہان چاک

ہمارے عشق کو تو ای جنون نہ رسوا کر
کہ پیرہن کے سبب سینہ کے ہین پنہان چاک

کلی انار کی رکھتا ہے آرسی پر کیا
شب مراد کسی مضطرب کی تھی ای شوخ
تری بلا سے ہوے ہم تجھے تو شادی ہے
ہرا بھرا رہے تیرا سہاگ لاکھ برس
یقین ہے چاند کا دھوکا پڑیگا چہرہ پر
ہر ایک رنگ مین ہے رنگ کی ہے بو و نہان

ابھی کھلیگا ترا موسم جوانی رنگ
مسی کہو دھنا کا ہے زعفرانی رنگ
ہمارے سوگ مین پوشاک نوشہانی رنگ
دکھاتا ہمین بھی ذرا چوڑیونکا دھانی رنگ
ہی آج اُسکے ڈوپٹہ کا آسمانی رنگ
چڑھے نہ رنگرزون سے بغیر پانی رنگ

رفیق شاہ دکنہ ہی شہید ہی آخر کا
سپید کے نہین دنیا مین کوئی ثانی رنگ

۱۴۴ **ردیف لام** ۱۴

ولہ

ایک غنچہ شہور کھتے ہین اُس گل کے پیرہن کے پھول
ماہ مین خورشید کے پرتو سے آئی روشنی
پھول نیلوفر کے گر رکھے وہ اپنے ہاتھ پر
پھول لاتے ہین عبث زوار قبر قیس پر
لالہ زار دل ہوا ہی اک پری کا سیرگاہ
ظالمون کے باج لیکر صرف زینت تو کرے

پھول گلشن کے ہوان پاکار ہے ہوے سوسن کے پھول
تیرے عارض سے گل خورشید ہون چلون کے پھول
معجز رنگ حنا سے بنتے ہین سوسن کے پھول
خود بخود آ رہتے ہین آ کر وہان بن بن کے پھول
دم مین دیوانہ ہو جو سونگھے ترے گلشن کے پھول
آب گر لاکے نمو پا دین تری چتون کے پھول

محسود اک جہان ہین سخندانیون مین ہم
خواہان کام جان ہین تن آسانیون مین ہم
جانی نہ قدر کو رسوادان ہند نے
مسجد مین سجدہ خاک کرین دیکھتے ہین ہم
اُس خود نما کا آئینہ خانہ تھا دو جہان
دیکھا کبھی نہ خار کی دامن کشی کا لطف
وان ہین نہین اُسنے پانون مین منت کی بیڑیان
کیا خشم کی نگاہ سے چھپنا خوشی کے دن
دو قسم آدمی ہین جفا کار و با وفا
افلاک کو بنفشہ کی ٹٹی بنائینگے
بے صرفہ خور ہین مثل دہاقین قحط سال
آب بقا خضر کو مبارک رہے ہمین
چھٹپن سے ہی مزاج مین سودا ہے عاشقی
ناخواندگی سے کہتے ہین نامہ کے پیر حرف

ولہ

پیدا ہوے نہ کس لئے دہقانیون مین ہم
تا زندگی رہینگے پشیمانیون مین ہم
بیچینگے اپنا سر سر رہ صفاہانیون مین ہم
صندل صنم پرستون کی پیشانیون مین ہم
مرنے کے بعد بھی رہے حیرانیون مین ہم
صحرا کی سیر کو گئے عریانیون مین ہم
یان نقش کرتے پھرتے تھے زندانیون مین ہم
اے کاش ہوتے عید کی قربانیون مین ہم
گر آدمون مین ہین تو ہین ثانیون مین ہم
سوز درون سے ہین شرر افشانیون مین ہم
خوان بلا پہ عشق کی مہمانیون مین ہم
کافی ہو جام زہر کہ ہین فانیون مین ہم
کاکل صفت پڑے ہین پریشانیون مین ہم
یارب نہ کیون لکھے گئے پیشانیون مین ہم

کیا وقت سحر حوصلہ باقی ہو دعا کا
تو چاند سے بہتر ہو کہ رونق ترے منھ پر
ہین حسن کے بو وہ رنگ ہی سامنے جب ہم
دربانون کی شفقت سے رہائی نہین ہوتی
ہر وضع کے انسان سے ملاقات ہو انکو
جاتے کدھر آتشکدۂ عشق سے اٹھکر
اب چین سے سونا تہ افلاک ہمیشہ

جب کے دعا دیکھتے ہون روے سحر ہم
پاتے ہین فزون شام سی بھی دقت سحر ہم
کیون غش ہین آجائے نہ آخر ہین بشر ہم
برسون ہین کسی دن اُسے پاتے ہین اگر ہم
سب خلق مدارات کے قابل ہی مگر ہم
مانند سمندر کے اگر رکھتے بھی پر ہم
ای اہل زمین مژدہ ہو تمکو گئے مر ہم

۱۲۵	دیکھتے ہین مگر بکھرے ہوے بال کسی کے کچھ آج شہیدی کا عجب حال ہی در ہم	۱۰

کفر و ستی کے سوا رکھتے نہین آزار ہم
شعلۂ دیونکی بھی ہنسے عشق ہین پروانہ کی
چنبر فلک سے قطرۂ باران کی جا بر سے شرار
طالع خفتہ مرے کہتے ہین شور حشر سے
سچ ہی دور افتادہ زائر کی زیارت سے ہو خوش
دیکھنے پاتے تو صورت یار کی وقت وداع

ولہ

بے مرض چشم بتان کی طرح ہین بیمار ہم
اپنی آتش ہین جلے مانند موسیقار ہم
دل سے گر باہر نکالین آہ آتش بار ہم
چونک اُٹھین عالم کے مردے پر نہون بیدار ہم
اس گلی کے آنے والون ہین ہوے زوار ہم
شدت گریہ سے تھے پل ہین سمندر پار ہم

ذ ہمارے جینے کی شادی مرنے کی غمی

ہمکو تیرا منہ مبارک ہی بہت اے رشک حور

وہ سپاہی زادہ بستر پر بیمار پڑا رہے

ساتھ دیکھتا ہوں کبھی کسی کا ہاں مگر

بار ہا محفل میں خوش طبعی سے غفلت دیکھے

پیار کر لیں چار دن ملجاۓ گر کم سن کوئی

ان بتوں سے کیا ملا نیتے زیارت گاہ خلق

عالم امکان میں پیدا ہوکے ہیں بیکار ہم

صبح محشر ہونگے تجکو دیکھکر بیدار ہم

بیچ میں رکھ لینگے سوتے وقت اک تلوار ہم

جی تصدق کرتے کو تم پر سے ہیں تیار ہم

خاطر نازک پہ ہیں ویسے ہی ابتک بار ہم

ڈھونڈھتے ہیں باغ عالم میں گل بیخار ہم

یوں اگر ہوتے خدا کے عاشق دیدار ہم

۱۳۱

فہم میں اپنے نہیں آتا یہ رندانہ کلام

اے **شہیدی** عاشقانہ بھی نہیں اشعار ہم

۱۴

استقدر ظالم نہیں ہیں قابل آزار ہم

اسلیے پردہ نشین کے ہم ہیں پس دیوار ہم

دیکھتے ہیں عشق میں اب زندگی دشوار ہم

رو رہے ہیں یہ جو منہ ڈھانکے سرہانے لاش کے

برسوں میں آیا ہی سینہ سے لپٹ جا ایکدم

اُسکے بستر کے اٹھے پہلو لوگو تنہائی کی رات

وله

اتب سے دشمن بھی آخر کبھی تھے یار ہم

چوڑیوں کی اُسکی سنتے ہیں کبھی جھنکار ہم

جانتے ایسا تو کیوں کرتے کسی کو پیار ہم

زندگی میں تھے اُنھیں کے طالب دیدار ہم

آج تو اے رشک گل دل کے نکالیں خار ہم

رکھ کے چھاتی کے تلے کرتے ہیں تکیا پیار ہم

۱۳۲ **ردیف نون**

۱۱

داغ سامان شب مفلسون کو ہی عبث
جشن منعم کا تماشا صبحدم دیکھا کرین

کہتے ہین وہ دیکھنا ہمکو بہت اچھا نہین
اُنسے کہدو آپ بھی آئینہ کم دیکھا کرین

ق
پوچھنا کیا ہی اگر تم ہمکو پاؤ کیا کرو
روز و شب تصویر تیری ای صنم دیکھا کرین

آب و تاب روے روشن پر رہے ذنکو نگاہ
رات بھر زلف سیہ کا پیچ و خم دیکھا کرین

ق
طرفہ صحبت ہی ہماری شکل سے بیزار تم
اپنی یہ خواہش تمھین ہم دمبدم دیکھا کرین

کاش بھر دے کوئی وہ جادو کا کاجل آنکھ مین
جس سے ہمکو تم نہ دیکھو تمکو ہم دیکھا کرین

۱۳۴	ای شہیدی نام پھر چھڑ ہونگے میلے کانہ لین وہ اگر اپنے شہیدی کے علم دیکھا کرین	۲۴

ولہ

بے یار جشن بزم محرم سے کم نہین
ساغر کا دور حلقہ ماتم سے کم نہین

جنت شگفتہ نہر روان جور گرم ناز
اس بن مجھے عذاب جہنم سے کم نہین

زہر آب مین بجھی ہوئی شمشیر اصفہان
ابرو کے زخم خوردہ کو مرہم سے کم نہین

جو دیکھتے ہین پاک نظر سے جمال دوست
اُن کی نگاہ رشتہ مریم سے کم نہین

گر ہی طواف کعبۂ دل مین وضو بھی شرط
چشم پر آب چشمہ زمزم سے کم نہین

گو ایک بھی نہ اشک ندامت ہوا قبول
رونے مین کچھ مین حضرت آدم سے کم نہین

مژگان یار کی نگہ ناز کا خرام
اہل نظر کو سیر دو عالم سے کم نہین

۱۳۵

ولہ

۱۳

دیوان شہیدی

۵۴

صید کرلیتے ہین کیونکر دل عاشق اطفال	تیر بن بھال کا بے چلہ کمان رکھتے ہین
ذوق پرواز ہو کیا طوطی خط کے مانند	آشیان باغ مین ہم فصل خزان رکھتے ہین

١٣٦	اس غزل پر بھی شہیدی کوئی منصف نہوا آہ کیا بغض وحسد اہل جہان رکھتے ہین	٧

ولہ

اسکی تصویر شب و روز رہی سینہ مین	عکس زائل نہوا آکے اُس آئینہ مین
جو حقیقت کی سنگھا دے مجھے کیونکر نہ مجاز	بام کی کچھ تو ہوا آ ہی رہی زینہ مین
دہن یار کی ہین یاد مین ہون شیرین کام	وہی پستہ وہی فکر مرے لوزینہ مین
ناخن غم کو حصول آہ جگر کاوی سے	نہین جز مار سیہ کچھ مرے گنجینہ مین
آہ کی دیر ہے جل جائینگے دونون عالم	اُسی آتش سے بھری ہے جو مرے سینہ مین
رحم کر اٹھ پھر مجکو نہ ترسا ساقی	کہتے ہین شیشے کی ساعت ہے کٹی آدینہ مین

١٣٧	گر قیاس اُس کی محبت مین مزا کیا ہوگا سو حلاوت ہین شہیدی کے مجھے کینہ مین	١٦

ولہ

وہ اس طرف جو آنکھ اُٹھا دیکھتا نہین	مین اپنی زندگی بخدا دیکھتا نہین
سجدہ سے سر کو مین نہ اٹھاؤنگا اے کریم	جب تک کسی کی فندق پا دیکھتا نہین
ناصح دکھائیو مجھے پھر وعظ کی کتاب	ان روزون اپنے ہوش بجا دیکھتا نہین

۱۴۰ ولہ

هو یار مین اور غیر سے روٹھ مین بھی لب
جو بات که ثابت هین هوئی اور زحل مین

بذائقه معلوم هوا میوۂ جنت
کیا طرفه مزا نشتری شمشیر کے پھل مین

هوا برسے چالیس شب روز مین طوفان
عالم کو بہا سکتی هین آنکھین مری پل مین

عشاق کو هی دشت نوردی سے بڑا شوق
بیٹھے هوے تم عیش کرو رنگ محل مین

قاتل کوئی زخم اور بھی بے شبهه عطا هو
باقی هو اگر کچھ بھی طمع بازو شل مین

افسون سے مرے پیکر خاکی کو نمی هے
سرتا بقدم فرق هو روح و حل مین

کیا کیا نه مرے بعد بھی هوتے هین زمانے
آئینه کی نسبت هو مرا عهد ازل مین

۱۲۹

گر لکھیے فقط آپ سے شنگرف کے هون حرف
کیا رنگ هے والله شهیدی کی غزل مین

۷

ولہ

روز و شب یاد تری یار کیا کرتے هین
سبق عشق کی تکرار کیا کرتے هین

شیخ خلوت مین مریدون سے کرے جو تلقین
رند چرچا سر بازار کیا کرتے هین

ملتفت گو نهو ظاهر مین حیا کے باعث
ته دل سے وه مجھے پیار کیا کرتے هین

عشق مین دیتے هین اُس شخص کو عزت آخر
خوب سا پہلے جسے خوار کیا کرتے هین

کب یه ممکن هے که وه شوخ نه سنتا هوگا
هم جو ناله پس دیوار کیا کرتے هین

پہلے دل عشق مین ضائع کرین خواه اپنی جان
اسمین عشاق کو مختار کیا کرتے هین

۱۴۱ ولہ

تختۂ خاک ہے زیر دہن مار سے سبز
جب نہ مطلب کے اُٹھے حرف وہ نادان سمجھا

عشق کے دشت شرربار میں پانو نہیں
خط طولانی عاشق ہے وہ مکتوب نہیں

۱۴۲ — نزع کے وقت شہیدی سے جو خواہش پوچھی
کیا ہی حسرت سے کہا کچھ مجھے مرغوب نہیں — ۱۸

خوشبوے پان سے دردملا قند ناب میں — دلہا گھولا مسی نے شفق گون شراب میں
بیدار ہو یہ فتنہ خدا جانے کیا کرے — آشوب جان شہر تری چشم خواب میں
پیغام وصل تو نہیں لکھا کہ سوچ ہو — کیون دیر اسقدر ہے مرے خط کے جواب میں
کاش آتے ناگہان مرے سر پر وہ تند خو — سرزد ہو مجھسے لاکھ خطا اضطراب میں
فانوس میں قدم نہ دھر محفلوں میں شمع — آگے ترے جمال کے شعلہ حجاب میں
پردے سے میری چشم کے باہر چھپے نہ اشک — دریا کی پوٹ باندھ سکیں گر حباب میں
اُس مہر حسن کا ہے جلوخانہ دل مرا — دوڑیں ہزار مصر سے جسکی رکاب میں
کیے طرفہ تر ہے آب و ہوا باغ حسن کی — وان دن کو شبنمی ہو چمن آفتاب میں
بیمار کشتہ کو ہوئی تسکین نصیب جیت — کشتہ خاک ہو کے رہا اضطراب میں
قدرت خدا کی ہے وہ بت سنگدل مجھے — تصویر اپنی بھیجے ہے خط کے جواب میں
حیران تری بدن کی صفا کا ہوں وقت غسل — چھپ جائے شکل آئینہ جلباب آب میں

۱۴۳

ولہ

۱۰

۵۷

سامنے میرے نہ غیروں سے ملاتا آنکھیں
خون اگر روؤں کہوں پاے نگارین کیسے
ایک شب دیکھکے اُس رشک پری کو رقاص
رشک گلنار مری آنکھوں کو لکھتا ہے مدام
آئنہ دیکھکے مشاطہ سے کہتا ہے وہ شوخ
کیا ملاحت رخ جانان میں ہے اللہ اللہ
ہمنے دیکھی ہے تری آنکھو نکلے ڈورونکی بہار
مردم دیدہ کو ہے خلعت زر کی خواہش
سات پردوں میں اگر رہتے ہے شوق تجھے
دلِ خون گشتہ مرا مجکو نہایت ہے عزیز
حق نے اسواسطے آنکھوں میں بنائے پردے

کچھ بھی اس شوخ کے ہوتی جو حیا آنکھوں میں
لے آنکھوں سے کہ ہے رنگ حنا آنکھوں میں
آجتک پھرتی ہے وہ جنبش پا آنکھوں میں
بسکہ اک شاہد گلرنگ قبا آنکھوں میں
چشم بد دور غضب سرمہ کھلا آنکھوں میں
آگیا جسکے تصور سے مزا آنکھوں میں
کیا رگ گل کہ ہے یان نشو و نما آنکھوں میں
جلوہ فرما ہے تو ای مہر لقا آنکھوں میں
یہ بھی اک منظر پاکیزہ ہے آ آنکھوں میں
سینہ جب چاک ہوا ہے اُسی جا آنکھوں میں
جوش گریہ میں تو لے اشک چھپا آنکھوں میں

۱۶	ایک عشوہ میں کیا اُس نے شہیدی کو شہید خنجر و تیغ ہی بھر رکھے تھے کیا آنکھوں میں	۱۴۸

ہی برق تجلی سے تری زرمین گلستان
گر برق زرافشان ہے تو باران گہرافشان

ولہ

زرریز ہی رخسار سے زیور میں گلستان
چل سیر کو دیکھیں زر و گوہر میں گلستان

۵۹

لکھون خط کس تعرقع پر عدا تو کا ہی یہ عالم | اگر عاشق کبوتر پالے اُسکو شوق شاہین ہو
ملایا غیر مذہب نے کوکب اپنے مذہب مین | مسلمان اس برہمن زادہ پر ناحق نہ بیدین ہو
وہ ہی موجود کس سے استعانت کا ہون منت کش | نہو میری دعا مقبول اگر مقبول آمین ہو
ہماری جانفشانی کی سزا ابھی بیوفائی ہی | اگر مین غیرت فرہاد ہون تم رشک شیرین ہو
طپان ہی خاک و خون مین کشتہ اُس دست نگارین کا | کہو رضوان سے جا کر گلشن جنت کی تزئین ہو
ہوس ہی روشنی کی عرش سے قندیل کو اک شب | ضیا بخش دو عالم اُٹھ کے شمع خانہ آمین ہو
نزاکت سے نزاکت مین یہان جان نزاکت ہے | گل نسرین مین ہو رنگ آشکارا بو کنسرین ہو
کھلے ہین کسقدر مرغوب گل گلزار جانان مین | ہوس نظارہ کو ہی پنجہ مژگان سے گلچین ہو
سمائی ہی یہ عشرت اُس گل خندان کی خاطر مین | جہان مر کیون نجائے اُسکی خاطر پر نہ غمگین ہو
ادھر آج اعتقادی پاک ہی محتسب آیا | جناب حضرت پیر مغان کچھ اُسکو تلقین ہو
یون ہی ہی طول تیرا اگر شب تنہائی عاشق | تعجب کچھ نہین شام ابد گر صبح تحسین ہو

لکھی ہی وصف مین اُسکی کمر کے گر غزل تم نے
شہیدی برق کا بھی مصرعہ برجستہ تضمین ہو

۱۶۰	ردیف الہا	۳۲

کم نہین خورشید خاور سے کہین مین آئنہ | دل | ہی رخ پرخشان کے پرتو سے کرن مین آئنہ

آپ صاف منہ سے لیتے ہیں کام اپنا کلال
کم مروج ہے جوانانِ چمن میں آئنہ

سیر کرنے جو گئے ہیں بارہا بھول آئے ہیں
کنگھی میں آرسی اور یاسمن میں آئنہ

لب تمہارے تمکو پیارے دل مرا مجکو عزیز
گر حلب میں لعل مہنگا ہے یمن میں آئنہ

تو نے کیا آتش لگائی ہے درختِ سبز میں
شعلہ رو لٹکا کے شاخِ نارون میں آئنہ

شام اُس خورشید رو نے صبح کی ہے ان ہم
شمع کی جا اب لگا لاؤ لگن میں آئنہ

نیک کو نیک اور بد کو بد نظر آتا ہے صاف
فکر روشن سے جڑا میں نے سخن میں آئنہ

اپنے گھر بیٹھے چمن کی سیر کر لیتا ہے وہ
رکھ کے زانو پر بہارستان میں آئنہ

خطِ سبز اُسکا قریب لعل لب طے ہے گر
عارض رخشاں ہے زلف پرشکن میں آئنہ

دیکھتے ہی صاف صورت موت کی آ گئی نظر
تھا ترے مایوس کے داغ کفن میں آئنہ

اُس گل شاداب کے بھی کھوئے میں بند قبا
ہو مقابل گر صفا رکھتا ہو تن میں آئنہ

یار کو میرے چھڑایا مجھسے اس کافر نے آہ
کم نہیں ہاروت جادو کے فن میں آئنہ

عاشقوں کا خون چڑھتا شہر تک مرتے گئے
کاش رکھدیتے سکندر کے کفن میں آئنہ

۱۶۱	دیکھے دو دل عاشق و معشوق کو کرتے ہیں کیا اے شہیدی ایک بس دو دلھا دلھن میں آئنہ	۷

بتلاؤ کیا لگا بت بیداد گر کے ہاتھ
ناحق قلم کئے جو مرے نامہ بر کے ہاتھ

۱۶۲

ولہ

۱۱

نکلا کئے وہ چہرے کو چمکا کے ہمیشہ — وہ رہ گئے حیرت زدہ للچا کے ہمیشہ

پیوند زمین کرکے اعزا مرے بولے — اب سوؤ یہان پاؤن کو پھیلا کے ہمیشہ

آباد رہے وحشت دل جسکی بدولت — سیاح رہے تت نئے صحرا کے ہمیشہ

اک عمر سے صحبت ہی وہے جب اُن سے — سر نیچے کئے تنتے ہین شرما کے ہمیشہ

قسمت مین ہی کیا نخل تمنا کے الٰہی — پھل اُسکے ملے خاک مین گدرا کے ہمیشہ

گم گشتہ الفت کے ہون آرام کا قائل — سائے مین رہا شہپر عنقا کے ہمیشہ

تاراج گہ خیل نکویان ہی مرادل — طرفہ ہے اسی گھر مین پڑے ڈاکے ہمیشہ

چھاتی پہ دھری تفتہ زمین دشت طلب کی — عشاق گئے سائے مین طوبا کے ہمیشہ

ان آنکھون نے کیا کیا نہ ہمین سیر دکھائی — گھر بیٹھے سفر مین رہے دنیا کے ہمیشہ

۱۶۴. احباب سے دیکھی نہ وفا ہمنے شہیدی — شرمندہ رہے شفقت اعدا کے ہمیشہ ۷

ولہ

لڑتی تھی گرچہ بزم مین دو چار کی نگاہ — چھپ چھپ کے ہمپہ پڑتی رہی یار کی نگاہ

جسوقت اپنی بزم سے تونے اُٹھا دیا — ہر ایک سمت تھی ترے بیمار کی نگاہ

ق

مقتل مین جسطرح سے شفاعت کیواسطے — پھرتی ہزار سو ہی گنہگار کی نگاہ

کان جہان مین گوہر یکتا تھا مین پر آہ — ٹھہری نہ مجھپہ میرے خریدار کی نگاہ

دیوان شہیدی ۶۵

اُس پری سے گو شہیدی کو ہوا پیوند وصل
سانگ ہے زربفت کا دلق گدا پر حاشیہ

۱۹۷	ردیف یاے تحتانیہ	۱۹۶

نہان وہ شوخ پری رو دل فگار میں ہے
شہید ناوک حسرت جو راہ یار میں ہے
سیاہ پوش ہی آیا نظر اُٹھا جو ابر
گرا کنار میں جو اشک خون مژہ سے گرا
ہوئی ہے شہر میں یہ شائع اُسکی آمد و رفت
پس وفات گلی کس کی مجکو یاد آئی
کہانیون میں جو میں نے سُنا وہ جھوٹ نہین
ہوئیں خزف بدن اُسکے زیور و پوشاک
زوال خط سے نہیں حسن رکھا نان کو
ہمیشہ ہجر میں اُس گل کے مین رہا ورنہ
کسی کے دست حنا بستہ پر پڑی تھی نگاہ
جو کچھ بساط میں تھا پہلے داو دے بیٹھے

ولہ

مقام حور کا فردوس کے انار میں ہے
مراد کچھ ہو دو عالم اسی شکار میں ہے
ہنوز ماتم فرہاد کوہسار میں ہے
شرار شگریہ اول مری کنار میں ہے
آہ عمر وعدہ نہیں وہ بھی انتظار میں ہے
کھلی بہشت کی کھڑکی مرے مزار میں ہے
ہمیں ہیں ایک جہاں اُس پری کے ہار میں ہے
سدا وہ سرو گل اندام برگ بار میں ہے
کہ آفتاب بھی لقص سے غبار میں ہے
کبھی خزان میں ہے بلبل کبھی بہار میں ہے
حسد سے آگ لگی پنجہ چنار میں ہے
پہونچے طرفہ مزا عشق کے قمار میں ہے

بہار حسن جو اُس گلعذار کی ہی آج	نہ گل مین ہی نہ کسی اور گلعذار مین ہی
عبث نہ سمجھیو تم یہ نمود سرخی کی	نشان آبلۂ قیس نوک خار مین ہی
نگاہ کر کف ساقی مین گردن مینا	کہ سرخ پھول کھلا سبزۂ کہسار مین ہی
فراق یار مین چندان نہین ہون مین مجبور	ہر آن مرگ کی میرے اختیار مین ہی
کرو گے یاد مرا داڑھین مار کر رونا	کہان یہ جوش و خروش ابر نوبہار مین ہی
پلٹ گیا وہ پری نیم راہ سے سو بار	عجب اثر دل وحشی کے اضطرار مین ہی
نہو تو نغمۂ مرغان باغ کا مشتاق	فغان و شور جو مجھ مین وہی ہزار مین ہی
فراغ لالہ و سنبل کی سیر سے ہی مجھے	کہ دل اسیر کسی زلف تابدار مین ہی
ہمارے سجدہ کی خاطر بنائی ہی محراب	نشان قدم کا نہین تیرے رہگذار مین ہی
مدام جیت کو ہم ہار سمجھے ہار کو جیت	کہ وہ حریف دغل پیشہ خود قمار مین ہی
نگاہ غور سے پروانہ کی حقیقت دیکھ	طفیل عشق کے جانبازون کے شمار مین ہی
صفت نہ مجھ سے ہو پان خوردہ اُسکے دندان کی	یہ آب و تاب کہان دانۂ انار مین ہی

۱۶۹	ہنر دکھایئے میدان طرز رنگین مین عنان اشہب فکر اپنے اختیار مین ہی	۱۴

تپ فراق مین تن جان خیال یار مین ہی	ولہ	بہشت مین ہی مری روح جسم نار مین ہی

١٦٢ ولہ ١٩

بات نہ مجھسے کرو پر دور سے
تیرے گاؤن کا مین ثناخوان رہا
جب مری رندی ہے کہ کھجوادے تنز

شکل تو دکھلاؤ خدارا ب مجھے
ذبح نہ کرا و چمن آرا مجھے
شیفتہ ؔ شاہ بخارا ب مجھے

١٧١

عشق مین سب سے ہو شہیدی دوچند
خلق کو آدھا گنو سارا مجھے

٩

ولہ

تنہا نہ خوار اہل زمین تیرے واسطے
افلاک بھی ہین خاک نشین تیرے واسطے

دن کو جلائے مہر تو شب کو ستائے ماہ
کس کسکو مجھسے لاگ نہین تیرے واسطے

لازم ہے یار تجکو مری بیکسی پہ رحم
عالم ہوا ہے بر سر کین تیرے واسطے

دشمن کے طنز دوست کے پند آسمان کے جور
کیا کیا مصیبتین نہین تیرے واسطے

ہون جیتے جی عذاب جہنم کا مین اسیر
دنیا کی فکر نے غم دین تیرے واسطے

سب طالب اپنے اپنے ہون مطلوب ہے بہم
ہین نامراد ایک ہمین تیرے واسطے

کیا حرف شکوہ منہ سے نکالین دم اخیر
لب پر ہے اپنی جان حزین تیرے واسطے

پاس حیا لئے ہوئے بیٹھا رہا اپنے گھر
ہم ہو چکے ہین مرگ قرین تیرے واسطے

مژدہ سناؤن تجکو شہیدی قلق نہ کر
مضطر ہے یار پردہ نشین تیرے واسطے

میرے نالوں کے تو صدمے سے خلائق کو ہو امن | کانون کے پردے پھٹین ای کاش بانگ صور سے

| ۱۶۳ | جی مین رُک رُک کر شہیدی ہو گیا تو بد مزاج
ای خدا تیری پناہ ہی اُس بُتِ مغرور سے | ۱۲ |

عشق مین کمتر ہنسے اور بیشتر رویا کیے
تار رونے کا نہ ٹوٹا اپنے ماتم خانہ مین
رونے والوں کا تھا جب عاشق گریان کا عرس
ذوق ہی رونے سے یا تنک وصل کی شب مین بھی ہم
طور یہ بگڑا ہی اُسکی بزم کا اک دم کو ہم
خلق کو پردہ نشین کے عشق کا شبہہ ہوا
اپنے رونے پر جو رحم آیا اُسے ہم اور بھی
عشق مین تاثیر گر رکھتا ہی کچھ ابر سفید
ان کے دیوانوں کو بھی کیا ضبط ہی اوقات کا
روتے ہین کل رات غفلت اسقدر طاری ہوئی
کچھ ہمین گریان نہین ہین دو دہی احباب سے

ولہ

ایک شب کا لطف برسون یاد کر رویا کیے
مر گئے جب ہم ہمارے نوحہ گر رویا کیے
ہر برس پر آ کے میری خاک پر رویا کیے
یار کے پانون پر رکھکر اپنا سر رویا کیے
دان گئے تھے آکے پہرون اپنے گھر رویا کیے
آنکھ پر اکثر جو ہم رومال دھر رویا کیے
اُسکے دکھلانے کو بل بل چشم تر رویا کیے
ہم عبث خون دل و لختِ جگر رویا کیے
دو پہر ہنستے رہے گر دو پہر رویا کیے
یار آکر پھر گیا ہم بے خبر رویا کیے
حشر تک اس غم مین سب جن و بشر رویا کیے

دل کے جانے کا شہیدی حادثہ ایسا نہین

۶۹

خود و جوشن سے وہ زنگ سینۂ آہن میں ہے	خلعت زر سے زیادہ تر بھی آہن میں ہے
اس بھبھوکے پر کھلا نام خدا کیا وقت جنگ	شعلۂ زیر دخان سادہ بدن آہن میں ہے
ہے پوچھو ان زرہ پوشوں میں گذری اپنی عمر	زیور و زر میں کہاں جو بانکپن آہن میں ہے
تو بہن نے کی سلی بھینوں میں لوہے کا طوق	تا کہیں بیت ہو زرہ میں برہمن آہن میں ہے
قبضہ ہلکا ہے قاتل کا نہ کیوں مجکو ہو فکر	سخت جانی سے مری جان لاکھ من آہن میں ہے
دیکھکر تیغ اپنی کہتا ہے وہ خونریز جہان	بس ہماری سیر کرنے کا چمن آہن میں ہے
نیشہ کو چھاتی سے ای شیرین لگا کے زاندار	رو رہے ہی تو عبث کیا کوہکن آہن میں ہے
لاکھ شاہد میرے خون کا ایک خنجر ہو ترا	آج جوہر ہی سو قاتل کا دہن آہن میں ہے
باندھکر چار آئنہ نکلا ہے وہ خونخوار خلق	ابروؤں کا عکس ہر دم تیغ زن آہن میں ہے
آب زر سے خنجر قاتل پہ لکھنا چاہیے	اس دل بیرحم کو نسبت سخن آہن میں ہے
شوق اس سفاک کو ہے آہنی دستانہ سے	پنجۂ رنگیں ہے غارت نار دن آہن میں ہے

۱۸۴	ای شہیدی اب یہ پوشیدہ نہو سو حشر تک کثرت پیکاں سے ہر تار کفن آہن میں ہے	۲۳

ولہ

جی چاہیگا جسکو اسے چاہا نہ کرینگے	ہم عشق و ہوس کو کبھی یکجا نکرینگے
کیوں دل سے نہ مٹ جائیگا اندیشۂ حرمان	جب ہم نے یہ ٹھانی کہ تمنا نہ کرینگے

۱۹۸

وہ سودائی ہون سمجھانے کو میرے پاس جو بیٹھے
ازل سے بزم جانان مین رہا استاد ہو میرے
تلون گر یہی ہے کل صفِ نعلین مین ہوگا
دلائی یاد کیون اُسکی نہ اُٹھتے بیٹھتے ہمکو
غنیمت ہے کہ اُسکو دور سے ہین دیکھ لیتا دن
اکیلا اُسکو گر پاؤن سناؤن حال دل اپنا
ہمارے گریۂ سرشار نے تاثیر اچھی کی

۸

ولہ
یہانتک سر پھرے اُسکا کہ عقل اپنی بھی کھو بیٹھے
نہ اُسکے منھ سے نکلا ایکدن اُس کو بیٹھے
دبا کر گوشہ مسند ترا غیر آج گو بیٹھے
اُٹھے کیا کیا نہ بزم اپنے کس کسکو نہ دو بیٹھے
نصیب ایسے کہان گھر مین بلا کر پاس جو بیٹھے
وہان رہتے ہین ہمراز تو ہمیشہ ایک دو بیٹھے
کہ اُس جان جہان سے جیتے جی ہم ہاتھ دھو بیٹھے

۱۹۹

ملینگے حشر تک اپنے کفِ افسوس رو رو کر
شہیدی کام دل کو ہاتھ مین ہم لا کے کھو بیٹھے

۷

عاشق کی ترے تجسے طبیعت نہین پھرتی
وہ کونسی شب ہے کہ تصور مین ترے یار
سنتے مین پھرا کرتے ہو تم راتون کو گھر گھر
یاقوتی لب مین جو تمھارے یہ اثر ہے
ای شیخ نہ بہکا مجھے چل راہ سے اپنی
محفل مین وہ گل جبسے پھرے عطر لگا کر

ولہ
گر حور اُتر آئے تو نیت نہین پھرتی
آنکھون تلے اک چاندسی صورت نہین پھرتی
افسوس ہماری کبھی قسمت نہین پھرتی
مَے پینے سے منھ کی مرے رنگت نہین پھرتی
اب پیر مغان سے مری بیعت نہین پھرتی
اس لطف سے گلزار مین نکہت نہین پھرتی

لگی ہین اُسکی ہوا مین شہید شکر خدا	کسی کو میرے نہ غسل و کفن کی فکر رہی

۲۰۲	نہ سوجھی ایک بھی تدبیر وصل جانان کی ہمیشہ تمکو شہیدی سخن کی فکر رہی	۲۵

ولہ

کسی گل کے تکمہ بخیہ مین تیرے دل کا دامان ہے — کہ شبنم کی قبا کا تکمہ تکمہ یون پریشان ہے

نظر آتی ہے آئینہ مین اپنی شکل ای پیارے — کوئی آئینہ رو دیکھا ہی کیون تو آج حیران ہے

ہزارون جان دیتے ہین تیرے پروانہ بننے کو — لگن کس سے لگی تیری جو تو ای شمع گریان ہے

اثر ظاہر کیا اس سنگ سے دل پر ترے جس نے — غضب شمشیر ابرو اُنکی ای سفاک بُران ہے

رلایا کس نے اشک سرخ سے ای قاتل عالم — کہ ہر نوک مژہ تیری خون آغشتہ پیکان ہے

سر مو نہ تری خاطر کو ہو یارب پریشانی — پریشانی سے تیری خاطر عالم پریشان ہے

محبت مین تو نیک اختر ہو یا جیسا یہ طالع — میسر ہو کسی دن وصل بھی یا روز ہجران ہے

کسی گل کی مگر مائل ہے شاخ زعفران تو بھی — کہ تیرے چہرہ کی زردی سے پیدا راز پنہان ہے

لیا تجھے صنم کا دین و ایمان جسنے ای کافر — قیامت کا خدا نا ترس کوئی نا مسلمان ہے

پر پروتیر آرائش سے دل کیون ہی گیا پھیکا — نہ وہ لب پہ لکھوٹا ہے نہ وہ ماتھے پہ افشان ہے

مجھے ان سوکھے سے ہونٹوں پہ رحم آتا ہے سچ بتلا — ترا کیون اندرون مائل بہ خشکی آبحیوان ہے

بھلے چنگے تھے دلکو لگائی جس نے یہ آفت — سنو ہم بھی تو ای جان کونسا وہ آفت جان ہے

پاس پردہ کے پڑی رہتی ہو پہروں خاک پر
دل مرا تیرے تصور سے ہو وہ قصر طلسم
گاہ کو ٹھے پر چڑھا تو گاہ نکلا ماہ چرخ
کرتے ہیں کیا کیا تکلف خود بھی نہیں
دامن پاکان کو عصیان سی ہو آلودگی

عاشق اس پردہ نشین کی ہو سقر چاندنی
رہتی ہو آنکھوں پہ حسین برابر چاندنی
تیرے ہمسایہ کے گھر رہتی ہو اکثر چاندنی
تجھ بنا اے سیر ہلور کے شب تھی شجر چاندنی
قرب شبنم سے نہیں ہوتی کبھی تر چاندنی

۲۰۶	یاد آتی ہو شہیدی وہ غزل بے اختیار جب ستاتی ہو مجھے بے ردے دلبر چاندنی	۹

ولہ

ذبح کرتی ہو مجھے بے تیغ و خنجر چاندنی
تیرے زخموں پر نمک سے مثال بہتر سے
گر شب مہتاب دن یاد میں اس ماہ کی
چاندنی برسانت کی مشہور ہو پر یار بن
وہ قدم رنجہ نفرماتے جو منقتل کی طرف
لیلۃ القدر اپنے غمخانہ میں تنگی کے سبب
بن ترے گر میں شب ہم کہو لو تنگی سبھل
ہجر میں رہتے ہیں ستا کی شب دیجور کے

کس قدر بیرحم ہے اللہ اکبر چاندنی
سودہ الماس بہتر سب سے بہتر چاندنی
کیا تعجب صورت ابط ہو شناور چاندنی
میرے گھر جگنو سے برساتی ہو اخگر چاندنی
ڈالتا ہم زخموں پر کون چادر چاندنی
نصف شب کے وقت چمکاتی ہو اختر چاندنی
برگ گل کو بنا دیتی ہو نشتر چاندنی
ہے گر پوچھے کوئی ظلمت سے بدتر چاندنی

ولہ ۱۰ ۲۰۷

ولہ ۲۰۸

ولہ ۱۵ ۲۰۹

تاب نظارۂ خورشید نہین انجسم کو / چشم گر وقت تماشا ترے حیرانون سے

اور غافل ہوے سن سنکے ہمارا احوال / آنکو نیند آگئی عشاق کے افسانون سے

روشنی کو ترے جان سوختہ کے مشہد پر / مشعلین آئین شب تیرہ بیابانون سے

اپنے کشور مین نہین پیرہن تن سے غرض / ہی مگر رابطہ ہاتھون کو گریبانون سے

احتیاطاً نہین قیمہ بھی کیا قتل کے بعد / جمع خاطر نہین تا حال پریشانون سے

پہلے آئینہ رخسار کو پردے سے نکال / پردہ منظور اگر ہو تجھے حیرانون سے

دیکھکر سرو کی ور رندہ دکھی غمزے سے / اس ستمگار کے [illegible] ہاتھ گئے شانون سے

حق نے یہ حسن دیا ہی کہ جہان ہو کافر / سینہ [illegible] نہین اس بت کو مسلمانون سے

شمع فانوس نے رکھا ہین محفل مین قدم / پیٹھ گئی بزم جگر سوختہ پروانون سے

شمع مردہ کو جو محفل سے نکلتے دیکھا / بوسہ [illegible] آئی مجھے عیش کے سامانون سے

ایک دو روز مرے گھر مین رہے ہو سیلاب / شہر کی سیر کو جب آگئی ویرانون سے

عیش کو ہین کے دینے پڑین محشر مین جواب / گر ہوا اعمال کی پرسش ترے دیوانون سے

نالہ کیونکر ہو مجسم کہ مین آنکھون دکھلاؤن / اسے باور نہین سو بار سنا کانون سے

تیرے خرقہ نے چھپایا ہو شہیدی تجھے / یار بے عیب کو پردہ نہین عریانون سے

اگر گزرتے خون اپنا ہم تری فرقت مین رات
خیر یہ گذری نہ تھی شمشیر بستر کے تلے

دھوپ مین پھرنے سے رخستی عرق کستی کو ہو
ای جنون مجکو بٹھاتا تھا صنوبر کے تلے

گرسنی ہو تم نے زیر چشمہ کان گوگرد کی
آتشین دل ہی ہمارا دیدۂ تر کے تلے

عمر بھر کا خواب ہو یارب نصیب دست و پا
گر کبھی سویا ہون رکھکر ہاتھ تیرے سر کے تلے

شمع روشن جیسے ہو یاقوت کی فانوس مین
یون وہ عارض ہین عیان زلف معنبر کے تلے

اسکی مژگان کو اگر کچھ بھی نہین میرا خیال
کب ہے ہر دم رگ جان لاکھ نشتر کے تلے

سرمہ سے سنگ فسان ہر یار کی تیغ نگاہ
خط سے وہ آئینہ رخسار جوہر کے تلے

ایک گل اس شاخ نازک کو ہوا بار گران
تھرتھرا جاتا ہی اس کا ہاتھ ساغر کے تلے

پشہ ملک عشق کا کچھ کم نہین جبریل سے
مثل سایہ کے دو عالم ہی مرے پر کے تلے

جوہر

۲۱۲ — ای شہیدی شرط ضبط نفس ہی غواص کو
زندگی مین دم نمار اس بحر اخضر کے تلے — ۹

ولہ

دلجوئی عشاق سے فرصت نہین ملتی
یا ناز سے اپنے تمھین رخصت نہین ملتی

آسان ہی وہان بھیس مین اغیار کے جانا
صورت سے پرآئے مری صورت نہین ملتی

دیتا ہی اگر زہر ملادے شکر اس مین
بے زہر شکر مین مجھے لذت نہین ملتی

ہی شکل مری قیس کے نقشہ سے برابر
لیلی کی پر اس شوخ سے رنگت نہین ملتی

افسوس شہیدی تری تربت نہین ملتی

نیست ہون دم بھر مین بوئے مے کی طرح — گر جدا ہون خانۂ خمّار سے

ہر نگہ مین سو تغافل ہون نہان — سادگی نازان ہے اس عیار سے

سایہ کو اُفتادگی مین بخشش ہے — میرے ویران خانہ کی دیوار سے

لاشۂ مجنون کے گرد آکر غزال — سرنگون بیٹھے تھے ماتمدار سے

نذر آنکھون کی دل بریان ہوا — کیا چھپاتا ہون گزک میخوار سے

نسخۂ صحت مرا رکھتا ہے صاد — گلر خون کی نرگس بیمار سے

دامن قاتل پہ دوڑاتا ہون ہاتھ — شوق ہے کیا زخم دامن دار سے

عشق نے یون عقل کو گھبرا لیا — مست چمٹے جسطرح ہشیار سے

رکھین کس کس ریش پر مرہم مگر — سینہ رگڑین تختۂ زنگار سے

گرم رفتاری سے میری ہے یقین — دشت مین شعلے اُٹھین ہر خار سے

میری گردش کا اثر ہے آسمان — ہو نمود دائرہ پرکار سے

عاشقون کا دین و ایمان اشک و آہ — ہین وہ فارغ سبحہ و زنار سے

آتش دوزخ گل افسردہ ہے — میرے دل کے آتشین گلزار سے

کر کے توبہ پائی مین مانگے شراب — ہے دعا مقبول استغفار سے

کوہ پر الماس کے ہے راہ عشق — تجکو چلنا سینۂ افگار سے

اک گل رعنا سے فردوس و جحیم — عشق رنگ آمیز سے گلزار سے

ضد سے واعظ خلد مین ہو جا بیٹھے — تو کے بندے میرے استغفار سے

دل ہی جانے ہو درازی رات کی — طول شب کا پوچھئے بیمار سے

جو بتیان کہا کر نہ آیا پھر رقیب — سچ مثل ہے بھوت بھاگے مار سے

سیکڑون بے خانمان اس گھر کے گرد — رات بھر پھرتے ہین چوکیدار سے

خط نکالا اُس نے نکلے گا ضرور — میرا خط بھی روزن دیوار سے

نرگس بیمار اور آزار خلق — جسکو بیماری ہے اس آزار سے

۲۱۶ اے شہیدی عاشقانہ لکھ غزل — فائدہ اس وضع کی گفتار سے ۱۵

ولہ ۲۱۷

مدعا گر کام دل ہے یار سے — دن ہین سو آسکتے ہین بازار سے

با وفا ہون وصل کا طالب ہون کیا — دوستی مجکو ہے اپنے یار سے

عالم رویا ہین اُس کو دیکھکر — منفعل ہون حسرت دیدار سے

کاش وہ بیگانہ خو بہر ثواب — آشنا ہو پرسش بیمار سے

بات کی مجسے بھی اُس نے بزم مین — پر اجازت مانگ کر اغیار سے

مے کے پینے کی وہ کہا بیٹھا قسم — ہمدم نادان تری تکرار سے

زندہ ہون وگرنہ مردہ سنکے تیرا شعر نغز	ای شہیدی شاعری مین کیا تجھے اعجاز ہی

۲۲۰	اٹھتی ہے تعظیم کو خلقت گدا دیگر خرار اسکی محفل مین شہیدی کو عجب اعزاز ہی	۷

	ولہ	
ہستی موہوم سے بھی بس سراب حال ہی		جسم عنقا کا تن لاغر مرا ہر بال ہی
وہ گرفتار قفس ہون مین کہ بو گلکے رنگ		غنچہ ہی پیر از قفس موج تبسم حال ہی
آفتاب حشر پر کالی گھٹا سی چھا گئی		آیا یہ کس روسیہ کا نامۂ اعمال ہی
درد کم دردی سے نالان ہی دل زخمی مرا		چھین زلف یار مین بھی مشک کا کیا خال ہی
طپش مین آکر بھبھوکا کسلیے بنتا ہو تو		آپ ہی قاتل رخ گلرنگ تیرا لال ہی
دور عالم مین مقام کیون نہ سمجھین غمکو ہم		ای شہیدی ماہ ماتم سے شروع سال ہی

۲۲۱	گل کے جاتے ہی چمن سے جان دی بلبل نے آہ ای شہیدی یار بن جینا بہت اشکال ہے	۱۸

	ولہ	
اس سنگدل سے رحم کسی پر نہ ہو سکے		بت بھی صفت مین حق کے برابر نہ ہو سکے
فارغ بتون کی یاد سے دم بھر نہ ہو سکے		ہی عندہم سے طاعت حق گر نہ ہو سکے
جلوہ سے یار کے ہی زمین رشک آسمان		ذرہ سے آفتاب برابر نہ ہو سکے
حیرت ہی کیونکر اسنے کیا نامہ بر کو قتل		جس نازنین سے ذبح کبوتر نہ ہو سکے

دیوان شہیدی ۸۷

۲۲۵

شمع کا شعلہ ہی رخ قد شمع سانچے کا ڈھلا — تجھ سا ای سیمین بدن بھبتی ہی روشن شمع کی

جلوہ دکھلا کر نکالیگی دل عاشق کے خار — لو نہ سمجھو اسکو ہی زرینہ سوزن شمع کی

دود ہی اس کی زبان پر یا مجسم ہو گئی — ماتم پروانہ مین آواز شیون شمع کی

شمع کہکر تیرے قد کو گل کو لائے بزم مین — گل سے دے تشبیہ رخ مشتاق گلشن شمع کی

زندہ جب تک ہو تبہی فرقت میں ہو آتش بجان — زندگانی شمع کی ہوتی ہی دشمن شمع کی

قشقہ سمجھا گل کو اور زنار جانان رشتے کو — وضع تیری سی نظر آئی برہمن شمع کی

شہسواروں سے ہوئی ظلمت مین راہ عشق طی — جادۂ روشن نے منع نعل توسن شمع کی

ملکے دشمن دوست سے دشمن بنائے دوست کو — دوست ہی دشمن تو دشمن باد دامن شمع کی

آکے تیرے روبرو سرکش کو لازم انفعال — دمبدم نیچی تری محفل مین گردن شمع کی

روی روشن دیکھکر اسکندری آئینہ مین — بزم آہن مین نبے قندیل آہن شمع کی

شمع رو جو زین زرین پر تجھے دیکھے کہے — کس نے روشن رو زین بالائے توسن شمع کی

ای پری بیکار ہو فانوس تیری بزم مین — حفظ کو بنتی ہی موج باد جوشن شمع کی

۲۲۳	دل مین بھڑکے ہجر کی آتش نہین پروای یار کب ہو محتاج ای شہیدی بزم گلخن شمع کی	۴

جلا ہی وہ کہ خط کے پھاڑ کے پرزے	ولہ	نہ بدگمان ہو کہین کوئی تاڑ کے پرزے

ولہ

۲۲۴

ولہ

قطعہ

۳

دلیل اتقا ہو مجھسے ہم بزمی فرشتون کی
اگر فاسق ہون البتہ ہو صحبت روسیاہون سے

نامہ

سرِ دفتر اشتیاق کیشان — شیرازۂ خاطرِ پریشان

اللہ رکھے تجھے سلامت — با عیش و نشاط تا قیامت

گنگا جمنا مین جب ہے پانی — دائم رہے تم کو شادمانی

تا زیست نہ ہو تمھین کوئی غم — غم کھانے کو ایک ہم ہین کیا کم

اپنی ہے یہی دعا خدا سے — تم خوش رہو ہم موے بلا سے

مطلوب تمھاری عافیت ہے — ہان خیر نہین نہ خیریت ہے

جسدن سے اُدھر کو تم سدھارے — راتون مین گنا کیا ہون تارے

انجم سے جو شب شمار غم ہے — دن کو مجھے کاروبارِ غم ہے

جی نکلا ہی تن سے جائے ہے ہائے — رہ رہ یہی دل مین آئے ہے ہائے

اک بار نصیب سو گیا کیا — کیا تھا اور آہ ہوگیا کیا

اک بار سفر کی تمنے ٹھانی — کی حلق پہ میرے تیغ رانی

سوز تپ غم سے ہون بجان مین — جلنے مین علم ہون شمع سان مین

رگ رگ مین ہوا ہے دخل ماتم — سرتا بقدم ہون نخل ماتم

ہر صبح فرات چشم کی موج — ہر شام ہے مجکو شام کی فوج

ہر روز ہین کربلا کے آفات — ہر رات ہے مجکو قتل کی رات

ہے نعرۂ ہائے دوست ہر دم — شوال ہوا مجھے محرم

تسکین کو جو تمنے خط لکھا تھا — شوق اپنا بہر نمط لکھا تھا

یاد اُس سے بڑھی مجھے تمھاری — دونی ہوئی دل کی بیقراری

چاہت بھرے وہ حروف یکسر — نشتر ہوے جیسے مرے جگر پر

رہ رہ کے پڑھا تمام مین نے — دل کو لیا تھام تھام مین نے

پھر دیدۂ تر پر اپنے رکھا — پھاہا سا جگر پہ اپنے رکھا

آنکھون کو مرے تھا نور حاصل — سینہ کو ہوا سرور حاصل

بندہ کو جو بے وفا لکھا ہے — حیران ہون یہ تمنے کیا لکھا ہے

کیا اپنی سی میری چاہ جانی — اللہ ری تمھاری بدگمانی

ہم ہجر مین جی کو یون گنوادین — تو بھی نہین کچھ تمھارے بھادین

مطلق نہین وان خیال افسوس — کس سے کہین آہ حال افسوس

شوق مین سکڑین کئین بہ ہم کریں عرس — صفت بادہ لعلش زمن مست بپرس
ذوق این مے نشناسی بخدا تا نہ چشی

جائے جادہ ہو شہیدی دم خنجر ہر چند — رگ گردن سے چل اور ریش صفت لب پرخند
مولوی نے تجھے دی نام سے اپنے یہ پند — جامی ارباب وفا جز رہ عشقش نروند
شرم بادت گر ازین راہ قدم باز کشی

خمسہ بر غزل جرأت

جنون سے ہمنے امیری کے کام ہارے لئے — بڑھی جو وحشت دل گھیر دشت سارے لئے
غرض ریاست مجنون ہے اب ہمارے لئے — دیار عشق کے ہمنے مکان اجارے لئے
یہ جو گھون سر پہ اٹھائی نقط تمہارے لئے

سوال خوش سے کرو تنگ این اُسکے پانے کا — کہ ہو وہ قاضی حاجات اک زمانے کا
ہے آزمودہ یقین اب مین آزمانے کا — خیال اُسکے جو نہالیے لب ملانے کا
تو خواب مین کئی بوسے تو مین نے بارے لئے

بشر سمجھکے نہ پا جکے بہت زک لوگ — پری سمجھتے ہین ان روزون اُسکو بعضے لوگ
ہوئے ہین تائل نیرنگ اُسکے یا تنک لوگ — کھہر مین دیکھ اُس رخ پہ داغ چیچک لوگ
طلسم دیکھو کہ ہے ماہ منھ پہ تارے لئے

نشۂ بادہ سے کل بیٹھنا جب آویگا یاد	بستر عیش پہ مل بیٹھنا جب آویگا یاد

پھر تو ہلنے کی ذرا مجھ میں نہ طاقت ہوگی

میرے گھر سے نکلے آ سے رشک سے باری باری چپکے چپکے مری کرتے تھے وہ خاطرداری	غیر رہتے پس دیوار پہ ہشیاری جبکہ آواز سنونگا نہ وہ پیاری پیاری

دل یہ چلائیگا ہر بار کہ اک آفت ہوگی

گھر میں دل خاک لگے گا رہونگا شہر میں کب برسوں رکھیگی پریشان مجھے اسکی طلب	دیکھونگا اسکے تجسس میں عجم اور عرب در بدر پھر کے مجھے ڈھونڈھتے نظر آویگا نہ جب

آہ تو جوش جنون سے مجھے وحشت ہوگی

پھر کہ پسندیدہ مرے شعر کا ڈھب لوگون کو پہ سُنے میرا سخن چین پہر کب لوگون کو	ریختی سے مری ہوتی ہے طرب لوگون کو صاف دیوانہ میں بنجاؤنگا تب لوگون کو

میری گویائی کی معلوم فصاحت ہوگی

بہر عشرت میں شہیدی نے کیا شاد اسے شعر میں پڑھواتے رہے دیتے رہے داد اسے	اپنے معشوق کے آگے کہا استاد اسے روز و شب کی نشست آویگی جب یاد اسے

پھر تو اٹھنے کی بھی جرأت میں نہ جرأت ہوگی

خمسہ بر غزل جرأت

وہ نیم روز اگر ہمسے مُنھ چھپاویگا	ترا پتا نزع کے بستر پہ ہمکو پاویگا
امید کل تھی کہ تشریف آج لاویگا	جو آج کل کی طرح سے نہ تو پھر آویگا

تو دل کو کل مرے ای بے خبر نہ آویگی

وہ سنگدل ہو تری جان کا عدو جرأت	عبث ہو تجکو سفارش کی آرزو جرأت
ہوئی ہے اُسسے شہیدی گفتگو جرأت	ہزار دو دو دل اپنا کہے گا تو جرأت

یہ سُنکے اُسکی کبھی چشم بھر نہ آویگی

خمسہ بر غزل عطا

شب وعدہ پری لقا کی ہے	دھوم آفاق میں گھٹا کی ہے
مُنھ میں تاثیر بس ہوا کی ہے	آمد آمد جو اُس بلا کی ہے

مہربانی سی کچھ خدا کی ہے

مست بے مے ہو نرگس فتان	بن بنائے وہ زلف ہو پیچان
سُرخ رہتے ہیں لعل لب بے پان	خود وہ پنجہ ہو غیرت مرجان

نہیں پروا اُسے حنا کی ہے

تجکو شیوہ نہیں تھی کو ہکن شیرین	تجکو میرا ہے سیمتن شیرین
جسکے بوسہ سے ہو دہن شیرین	لب سے نکلے نہ کیون سخن شیرین

۹۳

خمسہ بر غزل نصیر

مین جو مانگون بوسہ تو جھنجھلا کے خفا ہوتے ہو	سرخ رو ہوکے یہ کس منھ سے تو اب بولے ہو
مین نے کس روز ترے ہاتھ سے کھایا بیڑا	
غیر کے گھر مین جو والی کو جو مہمان گیا	ایسا نادان کہ جادو کے چبا پان گیا
آج شاید وہ ہری لونگ سے پہچان گیا	سبز بختی کہون کیا اپنی کہ جھٹ جان گیا
پڑھ کے افسون جو کھلانے کو مین لایا بیڑا	
نام گن گن کے لئے آپ نے جتنون کے	بھولے کانہ بھروسے پہ کبھی اتنون کے
کوئی ڈرتا ہون ڈرانے سے مین اب فتنون کے	لال کر دونگا ابھی بزم مین منھ کتنون کے
ہاتھ سے اپنے کسی کو جو کھلایا بیڑا	
آنکھ سرکار کی جس شخص سے لڑ جاویگی	جان پر اسکے غضب بجلی سی پڑ جاویگی
یہ رہے یاد کہ شیخی دم مین جھڑ جاویگی	میرے اور آپکے محفل مین بگڑ جاویگی
تمنے دینے کو کسی کے جو بنایا بیڑا	
کل وہ دکھلاتے تھا اپنے لب و دندان کی بہار	قتل کرنے کو شہیدی سے دل افگار ہزار
اتنے گلشن مین اکیلا رہون اور میرا یار	ای نغیرہ اس کے گلے کا نہو پھر کیونکر ہار
آج گلرو نے مجھے دیکھکے کھایا بیڑا	

جنازہ نامہ

غم کی نہ کوئی رسم رہے کہنہ و نو مین
تھا چاہنے والا یہ ہمارا کئی سو مین
شادی کے بھی اسباب کے ہم ہین گرودین
ہم پر بھی ہو فرض آج چلین آپکے جلو مین
عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے

جو ڑے کے عوض بیاہ کے لے سکا ہو کفن سُرخ
ہم بن کے براتی کرین ٹکڑون سے دہن سُرخ
محتاج حنا یہ نہین سب خون سے ہے تن سُرخ
صندوق کے اوپر ہو کھلا گل کا چمن سُرخ
عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے

گر سونے کے سہرے سے مزین ہو سر اسکا نا
ہو آج مبارک تمہین نوبت کا بجانا
موتی لگا کنگنا کسی تختہ سے بندھانا
ہونا چلے شہنائیون مین راگ شہانا
عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے

آرائشون کے تخت کا کوسون مین ہو تانتا
سرسبز کہین سرو کہین لالہ حمرا
حیران تماشا ہو کہین نرگس شہلا
پھولا کہین بیلا کہین چنبا کہین گیندا
عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے

روشن وہ کنول جسمین ہو کافور کی بتی
یاقوت کے جھاڑون مین بیمردگی ہو بتی
پروانہ صفت شمع فلک آنپہ ہو ستی
باقی نرہے کوئی تکلف ذری رتی
عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے

عصیان سے مرا دوست اہل کو تہ ہی	یاں چشم شفیع کے طرف گہ گہ ہی
ذاکر کو ہی لا الہ الا اللہ کا شغل	یاں ورد محمد رسول اللہ ہی

رباعی

کسبین نے پیا ساغر تشنہ سے آب	نہ مندہ رہے تشنہ جاوید سے آب
میرا لب ہوں جسقدر بڑھے تشنہ لبی	اے عشق پلا چشمہ خورشید سے آب

رباعی

بدتر مری طاعت ہو یا عصیان سے	خوشتر ہو کہین کفر مرے ایمان سے
مرشد ہے مرا جو دشمن دین ہو میرا	بہتر نہیں اب کوئی ولی شیطان سے

رباعی

قائل ہوئے اک صنم کے وہ بھی نہ ملا	مائل ہوئے اک صنم کے وہ کبھی نہ ملا
ہم تجھسے تمام عمر میں اے اللہ	سائل ہوئے اک صنم کے وہ کبھی نہ ملا

رباعی

کیونکر نہ ہو غم سے دل مضطر ٹکڑے	میدان میں ہوا سبط پیمبر ٹکڑے
ہفتاد و دو تن کا غم ہے اک دل سے	ہے دل میں کرون دل کو بہتر ٹکڑے

رباعی

قطعہ

قطعہ

قطعہ

مطلع

مطلع

زبان پر ہے مبارکبادی فتح
گلے مین ہے لباس شادی فتح

دم کین آب شمشیر روان ہے
بوقت لطف بوئے ضیمران ہے

نسیم خلق سب خلقت کو شامل
کھلے ہر سو نہ کیون غنچۂ دل

ہنرور دوست اہل علم پرور
در دولت پہ حاضر سو سخنور

سنی اک عمر پچھلون کی کہانی
یہان دیکھا کمال قدردانی

کب اہل علم کی ہے اسکو حاجت
مگر ہے سب پہ یکسان اسکو شفقت

وہ خود ہے جامع معقول و منقول
کہا جو شعر سب عالم مین مقبول

غزل مین ہے سعدی ثانی کہین سب
قصیدہ سنکے خاقانی کہین سب

کیا اک مثنوی کی نظم کا عزم
رہے یارب ہمیشہ زیب ہر بزم

سخن کا رتبہ پہونچایا فلک پر
لکھی دیکھی ہے شہبال ملک پر

نئی تشبیہین نادر استعارے
معانی پر بیان کے سو اشارے

فزون تصریح سے اوضح کنایے
نہایت ابلغ و افصح کنایے

طرب پیرا خیابان صنائع
فرح افزا گلستان بدائع

اثر دکھلائین گر رنگین مضامین
بنے ہر صفحہ صورت خانۂ چین

مسلسل ہر دو سو نئے کی تحریر
سخن مضمون کا دل کرنے کو تسخیر

شمیمی تو بھی اس در کا گدا ہے
کہ آمین دل سے یہ وقت دعا ہے

زمین و آسمان جب تک ہے قائم
خداوندا ہو اس کو عیش دائم

ستارہ بخت کا بیت الشرف مین
ہمیشہ دامن مقصود کف مین

خاتمۃ الطبع

[illegible]

نام کتاب	قیمت
کلیات صفدر۔ مؤلفہ نواب صفدر علیخان [illegible]	عہ/ب
آئینات وہبی۔ کلام سخنور کامل منشی شیو پرشاد صاحب۔ دو قسم کاغذ۔	
(۱) کاغذ سفید چکنا۔	۹/
(۲) کاغذ سفید رسمی۔	۷/
دیوان غافل۔ از منور خان غافل	۴/
دیوان ذوق۔ دہلوی اُستاد معروف	۲/۳/۹
دیوان فدا۔ جلد ثانی۔	۷/
انتخاب داغ۔ مؤلفہ جناب داغ دہلوی	عہ/
گلزار داغ۔ 〃	عہ/
آفتاب داغ۔ 〃	۱۲/
فریاد داغ۔ 〃	۴/ب
دیوان رند مشہور از نواب سید محمد خان رند	۱/۹/۹
دیوان غالب۔ از مرزا اسد اللہ خان غالب دہلوی۔	۲/۳/
دیوان مرغوب جہان۔ کلام سید تجمل حسین	۸/
دیوان امیر موسوم بہ مرآۃ الغیب از میر امیر احمد مینائی مرحوم۔	۱۱/
دیوان خواجہ میر درد دہلوی اُستاد مشہور	۲/
دیوان بہار عرب۔ کلام مولوی محمد نذیر متخلص بہ حافظ۔	۱/۶/۹
بہارستان سخن۔ ناسخ و آتش و آباد تینون اُستادون کا کلام ہمد زن و	

نام کتاب	قیمت
ہم ردیف مولفہ مولوی مہدی حسن خان۔	۷/۳/۹
دیوان لطف۔ از حافظ لطف علیخان بریلوی۔	۲/
دیوان نیاز۔ کلام حضرت شاہ نیاز احمد دہلوی	۲/
شرح یوسفی دیوان حافظ۔ از مولوی محمد یوسف علی شاہ چشتی نظامی۔	۴/
دیوان نعت سروری از مفتی غلام سرور لاہوری	۴/۳/۹
دیوان جرار۔ از مرزا حسین۔	۳/۹/۹
دیوان عاشق از پنڈت کنھیا لال۔	۲/
دیوان ضامن۔ از سید ضامن علی شاہ۔	۱/۳/۹
مظہر عشق۔ معروف بہ دیوان قلق۔ مصنفہ خواجہ محمد وزیر صاحب لکھنوی۔	۱/۳/۹
دیوان شائستہ پاسخ یعنی ہم قافیہ و ہم بحر بمقابلہ غزلیات ناسخ لکھنوی از منشی ہر چند راے۔	۸/
دیوان حمد ایزدی کلام مفتی غلام سرور لاہوری	۳/
دیوان چمنستان جوش۔ کلام نواب احمد حسن خان جوش تخلص	۷/
دیوان بختاور۔ از منشی بختاور سنگھ۔	۴/۲/۹
مجمع الاشعار۔ چیدہ چیدہ اُستادون کا کلام یکجائی اُردو و فارسی۔	۴/۲/۹
چمن بے نظیر۔ شعراے نامی فارسی و اُردو کا کلام چیدہ۔	۱۱/۲/۹
گلدستہ امانت۔ از مصنف اندر سبھا۔	۱/

نام کتاب	قیمت
دیوان گویا - کلام فقیر محمد خان بہادر رسالہ دار متخلص بہ گویا کاغذ سفید و خانگی	۳ر۹
ایضاً - حسب مراتب بالا -	۳ر۹
دیوان حیرت - از حکیم حافظ عبدالرحمن خان	[illegible]
توشۂ آخرت - چیدہ قصائد و غزلیات حمد و نعت مصنفہ مولوی سید مظفر علی صاحب	۸ر
دیوان سخن دہلوی جلی قلم نہایت بلیغ و فصیح از فخرالدین حسین متخلص بہ سخن - دو قسم کاغذ	
(۱) کاغذ سفید گندہ -	[illegible]
(۲) کاغذ سفید پتلی -	[illegible]
گلدستۂ حفیظ اللہ خان - اردو فارسی اشعار مختلف اقسام کے مع فرہنگ جسکی خوبی دیکھنے پر موقوف ہے از مولوی حفیظ اللہ خان ساکن دہلی -	[illegible]
دیوان نعتیہ - از مولوی احمد علی -	[illegible]
ترجمہ اردو شرح قصائد بدر چاچ - از مولوی عبدالمجید صاحب	[illegible]
دیوان مناقب خیر البشر - از منشی منور حسین مظفرپوری -	[illegible]
بہار سخن جس زمان فرحت اقتران میں ایک جلسہ مشاعرہ کا مطبع ہذا میں ہوا تھا اُسمیں جو جو شاعر تشریف لائے تھے اور اپنی اپنی غزلیں جس طرح ارشاد فرمائیں	

نام کتاب	قیمت
یہ اُسکا مجموعہ بطور گلدستہ طبع ہوا تھا جو مرغوب و مقبول طبائع ہو گیا -	۴ر
ترجمہ شرح قصائد عرفی - مترجمہ مولانا ابوالحسن صاحب مرحوم فریدآبادی -	۶ر
ترجمہ شرح قصائد عرفی - موسوم عجیب و غریب از مولوی عبدالمجید خان -	۱۲ر۳
کتب نظم کلیات و دواوین قصائد فارسی	
کلیات حضرت شمس تبریز - عارفانہ کلام عالی پایہ متضمن اسرار پاکیزہ خوشخط - کاغذ سفید گندہ -	[illegible]
دیوان شمس تبریز متوسط قلم	[illegible]
کلیات عراقی - از ملا عراقی -	[illegible]
کلیات خاقانی کامل دو جلدوں میں از حکیم فضل الدین خاقانی شروانی کاغذ سفید	[illegible]
دیوان نعمت خان عالی - شیرازی کاغذ سفید -	[illegible]
کلیات انوری - مشہور عالم عالی کلام حکیم اوحدالدین -	[illegible]
کلیات مرزا بیدل - مقبول اہل اقسام کلام و نکات و رقعات کو شامل -	[illegible]
دیوان بیدل - از مرزا عبدالقادر -	[illegible]
دیوان عرفی شیرازی - استاد معروف -	۹ر